ختم نبوت

KHATME NUBUWWAT

کیا پاکستانی میڈیا
اپنے فرائض صحیح طور پر ادا کر رہا ہے؟

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر
کشمیر میں ہے؟
مسئلہ حیات مسیح پر ایک علمی کاوش

قادیانی فتنے کی جڑیں کشمیر میں

باسمہٖ تعالیٰ

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بحضور انورِ سرورِ کونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حافظ عبدالرحمٰن کلاچوی

ہے سب سے اعلیٰ مقام تیرا
عرشِ بریں پہ قیام تیرا

عظیم و اعلیٰ تمہارا رتبہ
ہے کیمیاگر کلام تیرا

فرشتے جن و بشر سبھی پہ
ہوا ہے واجب سلام تیرا

پیمبروں کو ہے ناز جس پہ
واہ کیا عجب یہ اسلام تیرا

ہر زمانے کا ذرہ ذرہ !
تیری خاطر انعام تیرا

سدا سدا بس سدا سدا ہی
رہے گا آقا یہ نام تیرا

سناتا جاؤں میں ہر کسی کو
نگر نگر میں پیام تیرا

ابھی بلالے تو اپنے در پہ
تڑپ رہا ہے غلام تیرا

یہ آرزو ہے حافظ عاصی کی !
اسیرِ دل ہو، ہو دامِ تیرا

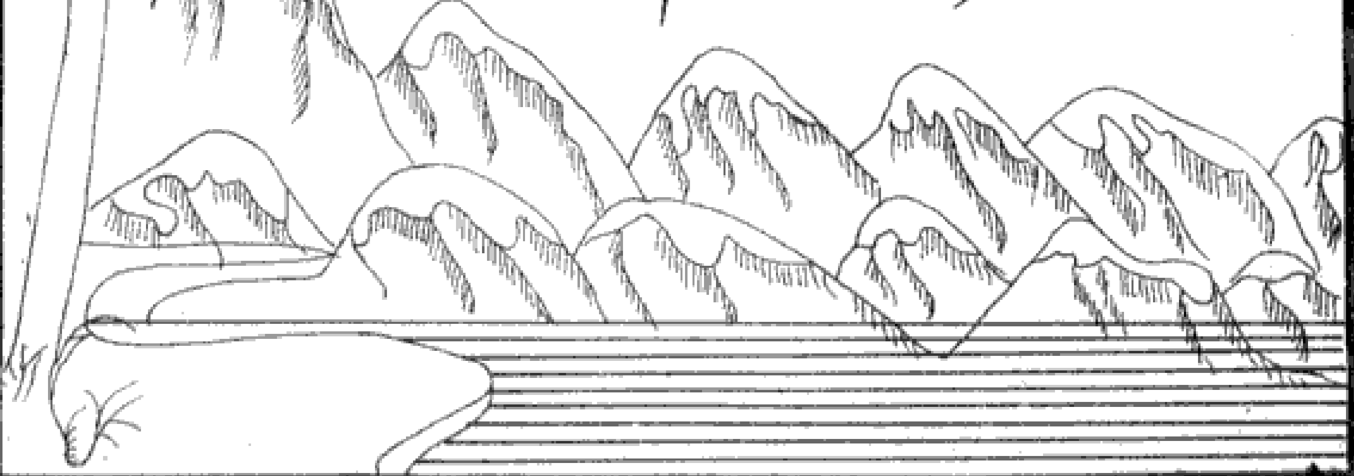

ہر موقعہ پر جان کی بازی لگانے والا جانباز بالآخر موت کے ہاتھوں جان کی بازی ہار گیا

انا للہ وانا الیہ راجعون

تحریک ختم نبوت کے جانباز، جنگ آزادی کے مجاہد حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کے کارکن اور ساتھی جناب مرزا غلام نبی جانباز موت کے ہاتھوں جان کی بازی ہار گئے اور وہاں پہنچ گئے جہاں سے کوئی واپس نہ آیا اور جہاں ایک دن سب ہی نے جانا ہے ان کی عمر کے بارے میں یقینی طور پر تو کچھ نہیں کہا جاسکتا لیکن اندازہ ہے کہ پچاسی سال سے کچھ کم یا زیادہ ہوگی وہ ایک مرنجاں مرنج طبیعت کے مالک تھے کسی محفل میں ہوتے تو محفل کی جان ہوتے۔

حضرت امیر شریعتؒ ان کے آئیڈیل تھے حضرت شاہ صاحبؒ دنیا میں تھے تو وہ اس وقت بھی ان کے رہے جب دنیا سے رخصت ہوگئے تو آخر عمر تک ان ہی کے رہے۔ اور ان کے مشن سے کبھی بے وفائی نہیں کی حضرت امیر شریعت میں انگریز سے نفرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور عشق رسالتؐ ان کی زندگی کی متاع عزیز تھی یہی دونوں خوبیاں ان کے تمام کارکنوں اور ساتھیوں میں تھیں جانباز مرحوم میں بھی یہی دونوں خوبیاں بتمام و کمال موجود تھیں جب تک انگریز یہاں رہا جانباز ان سے برسرپیکار رہا بچپن میں ماں باپ کے سایہ شفقت سے محرومی کی وجہ سے ان کی تعلیم واجبی سی تھی لیکن شاہ صاحب اور اکابرین احرار کی تربیت اور اپنی خداداد ذہانت کی وجہ سے نظمیں لکھتے تو بڑے بڑے شاعر بھی ان کی نظمیں سن کر انگشت بدنداں رہ جاتے۔

مجلس احرار اسلام کی کانفرنسیں اور جلسے منعقد ہوتے ان میں جانباز مرزا ضرور شریک ہوتے اور اپنے مخصوص انداز میں ولولہ انگیز اور انقلابی نظموں سے مجمع کو گرماتے۔ آخری عمر میں بڑھاپے کا اثر جہاں جسم پر تھا وہاں آواز پر بھی اس کا اثر پڑنا لازمی تھا اس لئے گو انداز وہی تھا لیکن آواز میں وہ کڑک اور گھن گرج کم ہوگئی تھی۔ ۱۹۷۴ء سے پہلے چنیوٹ میں آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوا کرتی تھی جو ۷۴ء کے بعد ربوہ میں منعقد ہونے لگی چونکہ مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد حضرت امیر شریعتؒ نے رکھی اس لئے مجلس سے ان کا تعلق تازندگی قائم رہا چنیوٹ ختم نبوت کانفرنسوں میں شریک ہوتے رہے پھر ربوہ میں پابندی سے شرکت کرتے رہے ربوہ میں گو وہ مسلم کالونی میں واقع مرکزی ختم نبوت میں منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس میں اپنا کلام سناتے تھے لیکن ان کے مخاطب کانفرنس کے سامعین سے زیادہ ربوہ کے قادیانی ہوا کرتے تھے۔

جیسا کہ ہم نے شروع میں ذکر کیا کہ جناب مرزا مرحوم کی تعلیم واجبی سی تھی لیکن ذہانت خداداد تھی۔

..............○..............○..............

وہ اپنا کلام عموماً چلتے پھرتے تیار کرتے تھے صبح ناشتے کے بعد گھر سے قلم کاغذ لے کر نکلتے اور دو موریہ پل سے پیدل چلنا شروع کرتے کبھی شیرانوالہ گیٹ قطب الاقطاب حضرت لاہوریؒ کی مسجد میں واقع دفتر خدام الدین پہنچتے کبھی ان کا رخ براستہ کشمیری بازار چوک رنگ محل جمعیۃ علماء اسلام کا دفتر ہوتا اور کبھی سرکلر روڈ پر شاہ محمد غوث کے بالمقابل دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت ان کی منزل ہوتا ان تینوں مقامات پر تھوڑی تھوڑی دیر قیام کے بعد ان کی دوسری منزل پنجاب لائبریری ہوتی تھی جہاں وہ اخبارات کی فائلیں اور تاریخی کتابیں کھنگالتے اور مطلب کی چیز ملتی تو حاصل کرلیتے۔ دوران سفر جہاں اپنے معاصرین، جماعتی ساتھیوں سے ملاقاتیں کرتے ہوئے گذرتے وہاں ذہن کسی نئے کلام کی تخلیق میں مصروف ہوتا اکثر کلام سرکلر روڈ، کشمیری بازار، شاہ عالمی، انار کلی، بانسانوالہ بازار، نسبت روڈ اور مال روڈ ہی پر تیار ہوتا تھا اپنے لکھے کو وہ خود ہی پڑھ سکتے تھے کوئی دوسرا نہیں۔ شام کو گھر پہنچتے تو اپنے لڑکے خالد کو کہہ کر اسے صاف لکھواتے۔

جانباز مرحوم ایک عرصہ تک ماہنامہ تبصرہ کے نام سے ایک رسالہ بھی نکالتے رہے۔ اس پر خوب محنت کرتے اس کے ایڈیٹر سے لیکر چپڑاسی تک وہ خود ہی تھے۔ اشتہار بھی خود ہی حاصل کرتے اس رسالے کی پیشانی کے اوپر انہیں کا یہ شعر درج ہوتا تھا۔

کرنے لگی زمین ستاروں پہ تبصرہ ہونے لگا خزاں کا بہاروں پہ تبصرہ

وہ یہ شعر لکھ کر اپنی عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتے تھے جبکہ وہ خزاں نہیں باغ و بہار تھے۔ مٹی کا پتلا ہوتے ہوئے تحریک آزادی اور تحریک ختم نبوت کا ایک چمکتا ہوا ستارہ تھے۔ بلاشبہ وہ اس دور میں جب کہ صحافت لیتھو پریس کی مرہون منت تھی ایک خوبصورت اور دلچسپ رسالہ ہوا کرتا تھا۔ یہ رسالہ کافی عرصہ چلتا رہا بعد میں اپنی کم مائیگی اور دوستوں کی بے توجہی کا شکار ہو کر بند ہو گیا البتہ مکتبہ تبصرہ کے نام سے انہوں نے اس رسالہ کے نام کو اب تک زندہ رکھا ہوا تھا۔

جانباز صاحب بلاشبہ مقرروں میں احرار کا انداز بیان رکھنے والے مقرر' شاعروں میں دلوں کو گرمانے اور انقلابی جذبات کو ابھارنے والے خوش الحان شاعر' ادیبوں میں ایک بہترین ادیب اور مورخوں میں ایک عظیم مورخ تھے ان کی کتابیں "حیات امیر شریعت" "کاروان احرار" جو کئی جلدوں میں ہے "بڑھتا ہے ذوق جرم" "جانباز پاکٹ بک" اور دیگر مجموعہ ہائے کلام ان کی انہی خوبیوں کا ثبوت فراہم کرتا ہے جب تحریک آزادی زوروں پر تھی انہیں قید و بند کی صعوبتوں سے گذرنا پڑا سب سے زیادہ قید انہی کے حصے میں آئی انگریز سے نفرت کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے زندگی بھر ولایتی لباس استعمال نہیں کیا وہ ہمیشہ کھدر ہی استعمال کرتے رہے لباس کیا ہوتا تھا ایک پاجامہ' ایک کرتہ اور ایک ٹوپی' سردی میں واسکٹ۔

جیسا کہ ہم شروع میں ذکر کر چکے ہیں عشق رسولؐ ان کی زندگی کی متاع عزیز تھی یہی وجہ تھی کہ تحریک ختم نبوت میں بھی ان کا کردار نمایاں رہا۔ مرزا قادیانی دجال جس نے انگریزوں کے اشارے بلکہ حکم پر نبوت کا دعویٰ کیا اور اس سے بھی بڑھ کر اس نے جست لگا کر مسند مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیٹھنے کی کوشش کی جانباز مرزا مرحوم انگریز اور اس کی معنوی اولاد قادیانیت کے خلاف بر سرپیکار رہے۔ آہ! وہ شخص جو عمر بھر ان دونوں کے خلاف جانبازی کے جوہر دکھاتا رہا موت کے ہاتھوں وہ جان کی بازی ہار گیا اور اپنے مولائے حقیقی کے پاس پہنچ گیا۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھی مرنے والے میں

جانباز مرزا کی موت صرف جانباز کی نہیں ایک ہمہ اوصاف شاعر' ایک بلند پایہ ادیب' ایک عظیم مقرر و مورخ بلکہ سب سے بڑھ کر یہ کہ جنگ آزادی کے مجاہد اور سچے عاشق رسولؐ کی موت ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی قومی' ملی' دینی اور تاریخی خدمات کو قبول فرماتے ہوئے ان خدمات کو ان کی بخشش کا ذریعہ بنائے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے اس کے ساتھ ہی ادارہ ختم نبوت آپ کی وفات پر ان کے صاحبزادگان اور دیگر پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے ان کے غم میں برابر کا شریک ہے اور اپنے قارئین سے ایصال ثواب و دعائے مغفرت کی درخواست کرتا ہے۔

اکابرین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا جانباز مرزاؒ کی وفات پر تعزیتی بیان

ملتان (نمائندہ ختم نبوت) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ شریف' مرکزی نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ' مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ' حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر مدظلہ' حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب' حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' حضرت مولانا خدا بخش شجاع آبادی نے ایک تعزیتی بیان میں مرزا غلام نبی جانباز کی وفات پر گہرے دکھ اور غم کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے موصوف کی قومی' ملی دینی اور تاریخی خدمات کو سراہتے ہوئے ان خدمات پر زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ موصوف نے تحریک آزادی اور تحریک ختم نبوت کے لئے جو قربانیاں دی ہیں وہ سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں آخر میں اکابرین مجلس نے اپنے بیان میں موصوف کے لئے دعائے مغفرت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور ان کے پسماندگان خصوصاً ان کے صاحبزادوں کو صبر جمیل کی توفیق بخشے (آمین)

دریں اثنا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کا ایک تعزیتی اجلاس حضرت مولانا منظور احمد الحسینی صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں کراچی مجلس کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد انور فاروقی' مولانا رعایت اللہ فاروقی' ہفت روزہ ختم نبوت کے سرکولیشن منیجر محمد انور رانا' شعبہ اکاؤنٹ کے محمد عمران الذکی' منظور محمد نقوی' مسجد باب الرحمت کے خطیب مولانا مقبول احمد' شعبہ کتابت کے انچارج خوشی محمد انصاری' دفتر کے دوسرے اراکین عبدالستار رانا' میاں اللہ وارث' محمد حنیف اور دوسرے حضرات نے شرکت کی مولانا منظور احمد اور مولانا انور فاروقی نے جانباز مرزا مرحوم کی خدمات پر انہیں زبردست خراج تحسین پیش کیا بعد میں ان کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔

اسلام آباد کے روح پرور اجتماع میں علماء کرام کی تقریریں

وہ کامیاب ٹھہرا جو قرآن مجید سے وابستہ ہو گیا

قرآن کتاب ہدایت ہے جو سیدھی راہ دکھاتی ہے بغض، منافقت جھوٹ و فریب سے پاک کرتی ہے

قرآن مجید افراد انسانیت سے چاہتا ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے اسے سمجھا جائے اسے پڑھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ نیز اسے دوسروں تک پہنچایا جائے۔ قرآن کے لفظی معنی ہیں تلاوت کیا گیا اپنے نام کی مناسبت سے قرآن مجید دنیا کی واحد کتاب ہے جسے سب سے زیادہ پڑھا جاتا ہے نیز دنیا کے کونے کونے میں اس کے حافظ موجود ہیں گویا یہ ایسی بابرکت کتاب ہے جو لاتعداد لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہے

شریعت کے نزدیک قرآن ایسی کتاب ہے جو خاص الفاظ اور ترتیب کے ساتھ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جبرائیل امین کے ذریعے نازل ہوئی اور اب تک اسی طرح محفوظ ہے اسے نماز اور علاوہ ازیں کئی عبادات کے طور پر پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے یوں قرآن ایک پڑھی جانے والی خاص کتاب کا نام ہے اور یہ وہی قرآن ہے جو پہلے لوح محفوظ میں تھا۔ جس کے متعلق قرآن دعوے کرتا ہے۔

”قرآن ایسی چیز نہیں جسے جھٹلایا جا سکے بلکہ وہ ایک باعظمت قرآن ہے جو لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے“ (البروج ۲۲)

لوح محفوظ کیا ہے؟ لوح محفوظ ایک ایسی جگہ ہے جہاں جن وانس اور شیاطین کا گزر محال ہے۔ اللہ فرماتا ہے ”ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں“

مزید فرمایا بے شک یہ ایک مکرم کتاب ہے جو پوشیدہ کتاب (لوح محفوظ) میں درج ہے نہیں لگاتے ہاتھ اس کو مگر پاک لوگ“ (الواقعہ ۷۷تا۷۹)

قرآن مجید انسانی زندگی کے ہر شعبہ سے وابستہ ہے اور زندگی کے ہر ماحول میں پیش آنے والے حالات و مسائل کی وضاحت اور ان کا حل پیش کرتا ہے زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں جس پر روشنی نہ ڈالی گئی

از محمد ضیاء الحق شیخ بی ایڈ

ہو ہر آیت ایک مکمل فقرہ یا چند فقروں پر مشتمل ہے اس لیے یہ زندگی کے ہر شعبہ میں انسانی مسائل کا حل پیش کرتی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے آسان مثالوں کے ذریعے واقعات بیان کیے ہیں جنہیں ایک معمولی سا معمولی درجے کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔ علاوہ ازیں پیغمبروں اور قوموں کے واقعات کو جس انداز سے بیان کیا گیا ہے وہ خود انسانی ذہنوں کو بیدار کرتا ہے۔

قرآن کتاب ہدایت ایسی ہے جو سیدھی راہ دکھاتی ہے ذہنوں کو بغض منافقت جھوٹ اور فریب سے پاک کرتی ہے بے کاری بدکاری سستی غلامی پستی ذلت اور رسوائی سے نفرت دلاتی اور صالح اعمال کی جانب رہنمائی کرتی ہے۔ قرآن مسلمانوں کو پستی سے نکال کر بام عروج پر پہنچانا چاہتا ہے یہ اس میں ایسا ذہنی انقلاب لاتا ہے جس سے انسان کی معاشرتی زندگی کے تمام سانچے بدل جاتے ہیں دنیا میں سچائی دوستی اخوت و محبت کا جتنا نور پھیلا ہوا ہے وہ سب قرآن کریم کا فیض ہے ہاں! اللہ تعالیٰ جسے ہدایت دینا چاہتے ہیں اسے دین کی راہ پر ڈال دیتے ہیں دین کی راہ قرآن کریم کی راہ ہے۔ جو قرآن سے وابستہ ہو گیا وہ کامیاب ہو گیا۔

ایسی زندگی جو قرآن کے مطابق نہ ہو گمراہی کی زندگی ہے اور تمام گمراہیاں دوزخ میں جائیں گی۔ ایسی گمراہی کو قرآن نے اندھیرے سے تعبیر کیا ہے نیز ہدایت کو مشعل روشن کہا ہے قرآن کی ہدایت کا خلاصہ یہ ہے کہ برائیوں سے روکتا ہے اور نیکیوں کا حکم دیتا ہے

قرآن لوگوں کے لیے شفا بھی ہے جب ذہنی و قلبی بے چینی انسان کی پوری معاشرتی زندگی کا سکون ختم کر دیتی ہے تو اسے دنیا میں کچھ اچھا نہیں لگتا دنیا کی تمام نعمتیں اسے بیکار نظر آتی ہیں بعض اوقات انسان زندگی سے مایوس ہو کر خودکشی بھی کر لیتا ہے ایسے خطرناک حادثات اور واقعات سے قرآن انسان کو باز رکھتا ہے۔ اسے مایوسی سے نکال کر امید کی راہ دکھاتا ہے نیز ذہنی و قلبی انتشار کا واحد

علاج اللہ کی یاد' لانا ہے یہ کہ اللہ کی یاد سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

روحانی لحاظ سے قرآن مسلمانوں کو شرک و کفر سے پاک کر کے توحید و رسالت کے چشموں سے فیضیاب کرتا ہے معاشرتی برائیوں سے باز رکھتا ہے جسم لباس خوراک اور روح کو پاک کرتا ہے اس طرح قرآن روحانی پاکیزگی پیدا کرتا ہے حوصلہ شکنی بزدلی و پستی کے اندھیروں سے نکال کر عزم و یقین پیدا کر کے دنیا میں ناقابل تسخیر قوت بنا دیتا ہے قرآن کے الفاظ میں ایسا اثر ہے کہ وہ قاری کا انداز فکر و عمل بدل دیتا ہے۔

قرآن کا پہلا پیغام "اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے پیدا کیا" (العلق) لہٰذا اگر ایک مسلمان کی زندگی پر نگاہ ڈالیں تو دم اول سے دم آخر تک اور صبح سے لے کر رات سونے تک جب تک وہ یاد الٰہی میں محو رہتا ہے چھوٹے بچے کی صورت وہ دنیا میں آتا ہے تو اس کے کانوں میں اللہ اکبر کی آواز سے اذان دی جاتی ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔

قرآن کا جتنا بھی ادب و احترام کیا جائے کم ہے ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ قرآن کو ریشمی غلاف میں لپیٹ کر زینت طاق بنانے کی بجائے اسے حفظ کر کے سینہ میں جگہ دی جائے اگر حفظ نہ کر سکے تو اسے پڑھ کر اپنے دماغ میں محفوظ رکھے معمول نہ جائے روزانہ اس کی تلاوت کرے بخشش کی دعا کی جائے، جنبی حالت میں نہ چھوئے ادب کا تقاضا ہے کہ فرش یا زمین پر نہ رکھے بلکہ رحل یا تکیہ پر رکھ کر پڑھے قرآن کی طرف پاؤں یا پیٹھ کر کے نہ بیٹھے اور نہ ہی اس سے اونچی جگہ بیٹھے جب قرآن پڑھا جا رہا ہو، تو سننے والے کے لیے لازم ہے کہ وہ نہایت ادب کے ساتھ بیٹھ کر پوری توجہ سے سنے۔ کیونکہ قرآن کریم کا پڑھنا سنت اور سننا فرض ہے اس لیے یہ ضروری ہے کہ ظاہر و باطن برابر ہو یعنی ظاہری آداب کے ساتھ قلبی یعنی دل کا احترام شامل رہے تاکہ اللہ تعالیٰ صاحب عظمت و جلال کے کلام کی دل میں عظمت پیدا ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ قلب ان کی خواہشات انسانی سے پاک ہو، وسوسوں کا پوری طرح سدباب ہو، تلاوت کے وقت جیسے جیسے آیات عذاب تہدید و وعید عہد و میثاق اور اوامر و نواہی سامنے آئیں ویسے ہی جسم و جان پر اس کا اثر ہو، یعنی خوف کے وقت آنکھوں سے آنسو بہنے لگیں غم کے وقت پیشانی پر پسینہ آجائے ہیبت کے وقت رونگٹے کھڑے ہو جائیں کپکپی طاری ہو جائے مژدہ و بشارت کے وقت آواز و بیان اور تمام اعضاء جسم میں مسرت و بشاشت پیدا ہو جائے پڑھتے وقت مقدار تلاوت کا بھی خاص طور پر خیال رکھے۔

اس میں سے جو کچھ پڑھے یا سنے اسے تدبر و تفکر بناتے ہوئے اس پر عمل کرنے کی پوری پوری کوشش کرے قرآن کریم کا صرف پڑھ لینا اور اس پر عمل نہ کرنا اس کی تعلیمات سے منکر ہونا ہے۔ بلکہ ایک کھلا چیلنج ہے جیسے ایک محکوم اپنے آقا کا حکم بجا کرنے بجالانے کی بجائے اس حکم کے خلاف مصروف عمل ہے ظاہر ہے وہ اپنے آقا سے کھلی بغاوت کر رہا ہے ہم قرآن پڑھ کر اس پر عمل نہیں کرتے۔ تو یوں اپنے فعل سے بغاوت الٰہیہ کے زمرے میں آتے ہیں بس! لازمی ہے کہ ہر مسلمان قرآنی آیات کے معانی و مفہوم سے پوری طرح واقف ہو نہ صرف واقف ہو بلکہ ان احکامات و انعامات پر پوری طرح عمل کرے کیونکہ اسی میں دین و دنیا کی فلاح ہے۔

یاد رکھئے! قرآن مجید قسم کھانے بیمار کو آس کی ہوا دینے چور کا نام معلوم کرنے کے لیے لوٹا گھمانے یا کسی دوسرے طریقہ سے ذریعہ معاش بنانے کے لیے نہیں اللہ تعالیٰ یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ اسے مجالس میں نمائش دربار کے لیے پڑھا جائے نہ ہی شہرت اور تجارت کے لیے پڑھا جائے نہ ہی اس امر کی اجازت دیتا ہے کہ اپنی رائے کے اتباع میں اس کا ترجمہ یا تفسیر کرے کیونکہ ایسا کرنے سے فساد عظیم کا خطرہ اور گناہ لازمی ہے۔ جب کہ تلاوت قرآن سے روح تر و تازہ رہتی ہے اور روح کو غذا مہیا ہوتی ہے جس سے ہر قاری نفع اٹھا سکتا ہے نیز جو بھی اس کا مطالعہ و تلاوت کرے تو اس کے لیے مشعل راہ ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ خالق ارض و سما نے انسان کو دو اجزا کے آمیزہ سے پیدا کیا ہے ایک جسد دوسرے روح اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ان دو اجزاء میں اہم چیز روح ہے روح کے بغیر بدن بے فائدہ ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے لیے مناسب غذا مہیا فرمائی ہے بدن و جسم کی غذا طعام اور روح کی غذا قرآن کریم کا پڑھنا اور اس پر عمل کرنا ہے۔

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلورمرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبرایف - ۹۱ - صرافہ
میٹھادر کراچی فون ۔ ۳۵۵۰۲ ۔

فرمودات

مخدوم العلماء شیخ طریقت حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب بہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اے اللہ تو جانتا ہے میں تعویذ جانتا نہیں یہ مانتا نہیں تیرا بندہ ہے تو جان اور تیرا کام جانے

فرمایا:۔ جب دارالعلوم دیوبند میں پڑھتے تھے کسی کا جنازہ آتا تو تمام اکابر مشائخ اور دارالعلوم کے مدرسین اور طلباء جنازہ میں شرکت کرتے جنازہ کے بعد ہر شخص یہی تمنا کرتا کہ افسوس یہ جنازہ میرا ہوتا۔

فرمایا:۔ حکیم الامت حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ کی خدمت حاضر تھا آپ نے فرمایا جو شخص خانقاہ امدادیہ میں آیا اور اس نے کہا میں کچھ بن گیا ہوں، درحقیقت وہ کچھ نہیں بنا۔

فرمایا:۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت! ہمارا ایک پیر بھائی آپ سے بے اعتقاد ہو گیا ہے کوئی مجھ جیسا پیر ہوتا تو کہتا دیکھ لینا عنقریب ذلیل ہوگا خوار ہوگا بلکہ فرمایا، شکر ہے مجھے وہاں قیامت ایک کا جواب نہ دینا پڑیگا۔

فرمایا:۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کی خدمت ایک شخص نے شادی کا تعویذ مانگا حضرت نے انکار کیا اور فرمایا بھائی میں تعویذ نہیں جانتا مگر وہ نہ مانا آخر آپ نے تعویذ لکھ دیا جب کام ہو گیا تعویذ کھول کر دیکھا تو اس میں لکھا ہوا تھا۔

اے اللہ تو جانتا ہے میں تعویذ جانتا نہیں یہ مانتا نہیں تیرا بندہ ہے تو جان اور تیرا کام جانے۔ تعویذ ہی اللہ بڑا تعویذ ہے۔

فرمایا:۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ جالندھر میں خیر المدارس کے سالانہ جلسہ میں تشریف لے گئے کھانے کا وقت آیا ایک بھنگی جو عیسائی تھا مکان میں جھاڑو دے رہا تھا آپؒ نے فرمایا بھائی! آؤ میرے ساتھ کھانا کھالو۔ اس نے احساس کمتری سے معافی مانگی آپؒ اٹھے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ کھانے میں شریک کر لیا۔ کھانے سے فارغ ہو کر گھر

از: ماسٹر محمد عمر، خان گڑھ

جا کر بیوی کو حال سنایا اس کی بیوی نے کہا اگر مسلمانوں کے راہنماؤں کا یہ اخلاق ہے تو ہم مسلمان ہوتے ہیں وہ عیسائی شام کو اپنی بیوی بچوں کو لا کر مسلمان ہو گیا۔

فرمایا:۔ حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ جو تبلیغی جماعت کے بانی اور امام تھے آپ کی خدمت اقدس میں مہمان آگئے۔ دسترخوان بچھا ہوا تھا۔ ایک خادم سالن لے کر آ رہا تھا سالن گر گیا قمیص خراب ہو گئی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خادم سے تعجب کے ساتھ پوچھا کیا تیری نماز میں نقص ہے؟

حالانکہ بظاہر نماز اور سالن کے گر جانے میں تضاد ہے مگر فرمایا کہ جس کی نماز میں نقص ہوگا اس کے دنیاوی معاملات میں بھی نقص ہوگا۔

فرمایا:۔ حضرت مولانا الیاس قدس سرہ العزیز بانی جماعت تبلیغی ایک رئیس کے پاس بغرض تبلیغ تشریف لے گئے اس کو فرمایا بھائی! تھوڑی سی دیر میری بات سن لیں۔ اس نے ناراضگی کے لہجہ میں کہا جا ایسا ویسا میں تیری بات بھی نہیں سننا چاہتا۔ آپؒ نے دوسری بار بڑی نیاز سے کہا بھائی تھوڑی سی دیر میری بات سن لیں۔ اس رئیس نے حضرت کو ایک لات ماری آپؒ ایک کھڈے میں جا گرے آپؒ اٹھے اپنی ٹوپی یا پگڑی مبارک اس کے پاؤں پر رکھ دی اور رو کر بڑے عجز و نیاز سے فرمایا بھائی تھوڑی دیر میری بات سن لیں اس کے دل پر اثر پڑا کہنے لگا جو بات ہو بیان فرماویں آپؒ نے ناصحانہ انداز میں کچھ اصلاح کی باتیں کیں آخر میں جماعت کے لئے وقت مانگا اس نے وقت دے دیا حضرت قدس سرہ العزیز کی نیاز کا اس قدر اثر پڑا کہ اس ایک آدمی کی کوشش سے چار سو خاندانوں کو ہدایت نصیب ہوئی۔

فرمایا:۔ حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے پاکستان کا ایک شخص ملا کہنے لگا قاضی جی! آپ یہاں کہاں؟ آپؒ تو حضورؐ کو نہیں مانتے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم یہاں کہاں؟ میں نے تو یہاں آنا تھا تم تو مکے کی مٹھائی بانٹ کر پاکستان بلایا کرتے تھے۔

فرمایا:۔ حضرت انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں دورۂ حدیث کے لئے دارالعلوم

دیوبند حاضر تھے ایک دفعہ درس حدیث میں طلبا کو ارشاد فرمایا ” لاکھ دفعہ بخاری پڑھو جب تک کسی کامل کے جوتے نہ اٹھاؤ گے کچھ نہیں بنے گا۔

فرمایا :۔ ہمارے اکابرین رحمہم اللہ علیہم میں اتباع سنت اس قدر رچ بس گئی تھی کہ جان چلی جائے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں فرق نہ آئے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند رحمۃ اللہ علیہ کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے ساتھیوں کے مشورہ سے آپ چھپ گئے تین دن کے بعد باہر نکل آئے۔ عرض کیا گیا حضرت ابھی تک تو انگریز گرفتار کرنے کے لئے ڈھونڈ رہے ہیں آپ چھپ جائیں ورنہ تحریک ختم ہو جائے گی۔ آپؒ نے فرمایا بھائی! احادیث کی کتب میں پڑھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم غار ثور میں ہجرت کے وقت تین دن چھپے ہیں میں بھی تین دن چھپا اب قاسم کی جان جائے جائے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں فرق نہ آئے۔

فرمایا :۔ قبولیت اعمال کا مدار اتباع سنت ہے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے عرض کیا حضرت اگانے بجانے اور مزامیر سے محبت پیدا ہوتی ہے آپؒ نے فرمایا میں یہ نہیں کہتا محبت نہیں بڑھتی بلکہ محبت عنداللہ مقبول نہیں بڑھتی۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی زندگی میں ہی آپ نے اپنی ذاتی زمین ۲ کنال مسجد و مدرسہ کیلئے وقف فرمائی

مرتبہ: قاضی محمد یعقوب

استاذ المکرم حضرت حافظ عبدالرحمٰن صاحب مرحومؒ کا آبائی وطن موجودہ ضلع چکوال کی تحصیل تلہ گنگ کے ایک مشہور و معروف قصبہ تھانہ لاوہ سے متصل تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا گاؤں موضع چکی شیخ جی کے نام سے موسوم ہے (قبل ازیں تحصیل تلہ گنگ ضلع کیمبل پور میں شامل تھی اس لئے آپ حافظ عبدالرحمٰن کیمبل پوری کے نام سے مشہور تھے آپ کا سال پیدائش [illegible]ء ہے۔ آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی حضرت حافظ محمد عابد مرحوم تھا۔ آپ نے کلام پاک اپنے والد صاحب مرحومؒ سے حفظ کیا۔ بچپن ہی سے والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ تقریباً [illegible] سال کی عمر میں آپ گھر سے نکلے اور پھرتے پھراتے ملتان پہنچے۔ اور ایک دینی مدرسہ نعمانیہ میں داخل ہو گئے۔ آپ کے زمانہ طالب علمی میں تحریک آزادی کے سلسلے میں جلسے جلوس کا دور دورہ تھا۔ آپ بھی اپنے طالب علم ساتھیوں کے ساتھ ان جلسوں میں شرکت کرتے۔ ملتان میں جناب حاجی عبدالرشید صاحب ایک پرانے خلافتی تھے اور موصوف جلسوں میں تقریریں کرتے تھے اس وجہ سے آپ کا موصوف سے بھی تعارف اور رابطہ قائم ہو گیا۔ اسی طرح اور بہت سے لیڈروں سے آپ کا تعارف ہو گیا۔

ایک دفعہ امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب مرحومؒ ملتان تشریف لائے۔ حافظ صاحب نے حضرت شاہ جی کی تقریر سنی۔ جادو تھا۔ جو اپنا کام کر گیا۔

ملتان میں مجلس احرار اسلام قائم ہوئی۔ جماعت کی تنظیم سازی کے لئے حضرت امیر شریعتؒ کے ہمراہ جناب کامریڈ اشرف عطا صاحب اور جناب ابو سعید انور بھی تشریف لائے جلسہ میں جماعت احرار کا ممبر بننے کے لئے کہا گیا تو اس پر حافظ صاحب نے حاجی عبدالرشید صاحب کے ساتھ مل کر جماعت کا فارم پر کیا۔ اور ملتان دفتر کے پہلے خادم و ناظم مقرر ہوئے۔ اور کئی سال تک دفتر احرار ملتان میں قیام رہا۔

۱۹۳۱ء مغل پورہ ایجی ٹیشن ملتان سے شریک ہونے والے پہلے قافلہ میں آپ بھی شریک ہوئے۔ تحریک کی کامیابی کے خاتمہ کے بعد آپ اپنے دوستوں کے ہمراہ بذریعہ ریل گاڑی واپس آ رہے تھے کہ خانیوال اسٹیشن پر نماز فجر اور دیگر ضروریات کی غرض سے اترے کہ اچانک گاڑی چل پڑی اور اس طرح آپ اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گئے۔ اُدھر جب قافلہ ملتان اسٹیشن پر پہنچا۔ اور استقبال کے لئے آئے ہوئے احباب کو معلوم ہوا کہ آپ خانیوال اسٹیشن پر اترنے کی وجہ سے قافلہ سے جدا ہو گئے ہیں تو ان کو سخت تشویش اور فکر لاحق ہوئی۔ دفتر میں صلاح و مشورہ میں طے ہوا کہ ایک آدمی خانیوال اسٹیشن پر روانہ کیا جائے تو آپ اچانک دفتر میں پہنچ گئے۔ دفتری ساتھیوں کے پوچھنے پر آپ نے واپس آنے کی پوری سرگزشت یوں سنائی۔ کہ میرا ٹکٹ دوسرے ساتھیوں کے پاس تھا۔ لہٰذا پلیٹ فارم پر پکڑا گیا۔ تھوڑی دیر بعد موقع پا کر بھاگ کر پلیٹ فارم سے باہر آ گیا۔ اور تقریباً [illegible] میل کا سفر خانیوال اسٹیشن سے لائن لائن کے راستہ پیدل چل کر تقریباً چار گھنٹے میں ملتان دفتر میں پہنچا۔ تو ساتھی حیران رہ گئے۔

۱۹۳۱ء کی تحریک کشمیر کے دوران آپ دفتر ملتان میں بطور ناظم خدمات سرانجام دیتے رہے۔

اخبارات میں تحریری مضامین اور خبروں کی ترسیل کا کام ”ملا رموزی“ کے قلمی نام سے کرتے رہے۔

گاندھی کی نمکین ستیہ گری میں مفتی کفایت اللہ صاحبؒ حضرت مولانا احمد سعید صاحبؒ۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی صاحبؒ اور حضرت مولانا داؤد غزنوی صاحبؒ ملتان جیل میں تھے۔ حضرت مفتی صاحب پان کھاتے تھے۔ پان و دیگر ہر قسم کا سامان وغیرہ باہر سے لا کر جیل میں ان اکابرین کی خدمت میں پہنچانے کی ڈیوٹی آپ کے سپرد تھی۔ نیز بوقت ضرورت اُس وقت کے جیل سپرنٹنڈنٹ جناب مجید فضل دین صاحب کی خصوصی مہربانی اور تعاون سے جیل دفتر میں آپ ان اکابرین سے ملاقات بھی کر لیتے۔

ایک دفعہ محدث وقت حضرت مولانا انور شاہ کشمیری صاحبؒ دفتر احرار ملتان تشریف لائے۔ تو آپ کو بھی حضرت شاہ صاحبؒ کی زیارت کی سعادت حاصل ہو گئی۔

اُس زمانے میں نکلنے والے ایک مشہور رسالے ماہنامہ ”مولوی“ دہلی کے آپ خریدار تھے۔ رسالہ مذکورہ میں مضامین لکھنے والے ایک صاحب قلم جناب مولوی نذیر الحق

صاحب میرٹھی دفتر تشریف فرما ہوتے تھے تو آپ کا اُن سے تعارف ہوا۔ موصوف نے اپنے زیرادارت نکلنے کی غرض سے ایک رسالہ ماہنامہ "الاسلام" میں کام کرنے کے لئے آپ کو لائل پور (فیصل آباد) آنے پر آمادہ کیا۔

غالباً ۱۹۴۳ء میں منعقدہ احرار کانفرنس ملتان کے بعد آپ لائل پور چلے آئے۔ چک نمبر ۲۰۷ نرٹ والا بنگلہ سے کوئی چار میل کے فاصلہ پر حسب وعدہ آپ جناب مولانا میرٹھی کے پاس پہنچے۔ موصوف سے رسالہ تو نہ نکلا۔ کچھ دنوں کے بعد آپ لائل پور شہر آگئے۔ کچھ دن آپ نے نشاط ہوٹل پر کام کیا پھر پان سگریٹ لگایا ایک کھوکھا خریدلیا۔

بعد میں لائل پور جماعت احرار کے صدر جناب حکیم نوردین صاحب سمیت دیگر جماعتی احباب سے تعارف ہوا۔ حتی کہ جماعت احرار لائل پور کے جنرل سکریٹری منتخب ہوگئے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور حافظ صاحبؒ

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں آپ دفتر احرار لائل پور کے انچارج رہے۔ تحریک کے ختم ہونے کے بعد تحریک ۱۹۵۳ء کے متعلق حکومت وقت کی طرف سے قائم کردہ جسٹس منیر انکوائری عدالتی کمشن میں آپ نے حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر صاحب کے ساتھ مل کر شاندار عدالتی خدمات سرانجام دیں۔

لائل پور کے زمانہ قیام میں ہی آپ کے چھوٹے بھائی لائلپور خالصہ کالج چونگی پر ٹرک کے حادثہ میں فوت ہوگئے۔ اور مرحوم کی لائل پور میں ہی تدفین ہوئی۔ بھائی کی وفات کی وجہ سے آپ سخت صدمے سے لاچار ہوگئے۔

حضرت امیر شریعتؒ کے حکم پر آپ حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر صاحب کے ساتھ کراچی دفتر کام کرنے کی غرض سے تشریف لے گئے۔ کراچی میں بھی آپ رضاکارانہ دفتر میں خدمات انجام دیتے رہے اور ساتھ ہی اپنا ذاتی کاروبار شروع کر دیا۔ کافی عرصہ تک جامع مسجد نور نزد جوبلی سینما میں آپ امامت و تدریس قرآن حکیم کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ مسجد مذکور سے از خود فراغت حاصل کی۔ اور چند سال شہر کی مختلف مساجد میں امامت کرتے رہے اور نجی طور پر تعلیم قرآن حکیم کی تدریس کی خدمت میں بھی مشغول رہے۔

کراچی دفتر ختم نبوت کا ٹیلیفون آپ کے نام پر لگا ہوا تھا کراچی قیام کے دوران آپ کو بفضل باری تعالیٰ حج بیت اللہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی اور اپنے بڑے بھائی کے دونوں بیٹوں کو اپنی ذاتی رقم سے اپنے آبائی گاؤں میں زرعی زمین خرید کر دی اور کنواں بھی کھدوا کر دیا۔

کراچی میں آپ پر لقوہ اور فالج کا زبردست حملہ ہوا تھا کافی عرصہ تک علاج معالجہ کرایا۔ جب کچھ صحت بحال ہوئی تو غالباً ۱۹۶۵ء میں آپ تلہ گنگ تشریف لے آئے۔ اور

> **آپ حضرت امیر شریعتؒ کے مُرید اور عاشق صادق تھے اور حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ عقیدت و محبت تھی اور دیگر تمام اکابرینِ احرار اور ختم نبوت سے بھی انتہائی محبت اور خصوصی تعلق تھا جو آپؒ کی وفات تک قائم رہا۔**

مدینہ مسجد غلہ منڈی میں امامت اور حفظ و ناظرہ تعلیم قرآن کی تدریس کی خدمت میں مشغول رہے۔

آپ حضرت امیر شریعتؒ کے مرید اور عاشق صادق تھے۔ آپ کو حضرت شاہ جیؒ سے والہانہ عقیدت و محبت تھی اور دیگر تمام اکابرین احرار و ختم نبوت سے بھی انتہائی محبت اور خصوصی تعلق تھا۔ جو آپ کی وفات تک قائم رہا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر نگرانی قائم شدہ مسجد ختم نبوت جابہ تحصیل و ضلع خوشاب کی تعمیر و ترقی کے لئے حتی المقدور معاونت کی۔ اور وفات تک برابر مسجد مذکورہ کی تعمیری خدمت میں مشغول رہے۔ تمام عمر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور استیصال مرزائیت کی جدوجہد میں گزار دی۔ نیز اپنی ذاتی دینی کتب کا ایک بڑا ذخیرہ مرکز ختم نبوت مسلم کالونی صدیق آباد (ربوہ) میں قائم شدہ بخاری لائبریری ربوہ میں وقف فرمایا۔ وفات تک آپ کا تعلق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے رہا۔

آپ نے اپنی زندگی میں ہی اپنے آبائی گاؤں میں اپنی ذاتی زمین ۴ کنال مسجد و مدرسہ کے لئے وقف فرمائی۔ اور آپ نے آبائی گاؤں کے ہی جناب حافظ قاری عبدالحق صاحب مدظلہ العالی کو متولی نامزد فرمایا۔ حافظ صاحب کی زندگی میں ہی جناب قاری عبدالحق صاحب نے وکیل صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ العالی چکوال خلیفہ مجاز حضرت مدنیؒ کے زیر سرپرستی حق چار یارؓ کالونی کے عنوان سے مدرسہ و مسجد میں امامت و شعبہ حفظ و ناظرہ کی بفضل باری تعالیٰ شاندار خدمات سرانجام دے رہے ہیں جو کہ حضرت حافظ صاحبؒ کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔

آپ نے زندگی بھر شادی نہیں کی۔ آپ کے ۲ سگے بھتیجے ہیں۔ بڑے کا نام میاں اعجاز الحق ہے اور چھوٹے کا نام میاں احسان الحق ہے۔ دونوں بھائی انتہائی شریف النفس انسان ہیں۔ بڑا بھائی کاشتکاری کرتا ہے اور چھوٹا بھائی گاؤں ہی میں دوکانداری کرتا ہے۔ آپ ہفت روزہ ختم نبوت۔ خدام الدین۔ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند۔ الفرقان لکھنو۔ الحق کے مستقل خریدار تھے۔ یہ تمام پرچے مسجد سیدنا ابوبکر صدیقؓ لائبریری تلہ گنگ میں وقف فرما گئے۔

تلہ گنگ میں آپ پر تقریباً تین دفعہ دل کا دورہ پڑا۔ مقامی ڈاکٹروں کے علاوہ راولپنڈی میں بھی علاج کراتے رہے۔ وفات سے ۳ ماہ قبل شدید بیماری اور نقاہت و کمزوری کی وجہ سے صاحب فراش ہوگئے۔ شہر میں علاج معالجہ کی سہولت اور جسمانی راحت و آرام کی وجہ سے شہر کی ایک جامع مسجد حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ محلہ تلہ گنگ میں مقیم رہے۔ وفات سے تقریباً ۱۵ روز قبل اپنے آبائی گاؤں چکی شیخ جمالا وہ تشریف لے گئے۔

مورخہ تین شوال ۱۴۱۲ھ بمطابق ۳ اپریل ۱۹۹۲ء بروز جمعۃ المبارک بوقت تقریباً ۱۱ بجے دن انتقال فرمایا اور بعد نماز عصر نماز جنازہ ادا ہوئی اور اپنے آبائی قبرستان میں مدفون ہوئے۔

اللہ تعالیٰ حضرت حافظ صاحب مرحومؒ کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور آپ کے حسنات قبول فرمائے۔ سیئات سے درگزر فرمائے۔ آمین۔

مسئلہ حیات مسیحؑ کے چند پہلو

کیا حضرت عیسٰی علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ہے؟

اس بحث میں قادیانیوں سے آپ سوال کریں کہ اس وقت دنیا میں عیسائیوں کے ہزارہا فرقے اور مشن موجود ہیں۔ ان سب کا تعلق علاقہ فلسطین سے ہے جہاں آپ نے صرف ڈھائی تین سال تبلیغ فرمائی۔ اور بقول آپ کے مسیحؑ ۸۷ یا ۹۲ سال تک کشمیر میں رہے حالانکہ ہجرت کے بعد دعوت حق ترقی پذیر اور وسیع تر ہو جاتی ہے تو بتلایئے کہ دنیا کے کسی کونے کھدرے یا جزیرے میں کوئی ایسا فرقہ یا مشن جس کا تعلق کشمیر سے ہو یا کوئی انجیل جس میں فلسطین کی طرح کشمیر میں دعوت کی تفصیلات اور واقعات بھی پایا جاتا ہے؟

میرا دعویٰ اور چیلنج ہے کہ کوئی مرزائی مبلغ یا مربی بمع مرزا طاہر اس کا جواب قیامت تک نہ دے سکے گا۔ اس سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ مسیحؑ کشمیر میں آئے ہی نہیں بلکہ فلسطین ہی سے بوقت ہنگامہ یہود خدا تعالٰی نے بحفاظت تمام اپنے پاک پیغمبرؑ کو اسی جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھا لیا۔ فرمایا بل رفعه الله اليه۔

(۲) تبتی انجیل کا چکر:۔

مرزا صاحب قرآن و حدیث اور عام متعارف کتابوں کے متعلق دجل و فریب کرنے اور غلط حوالے دینے سے نہیں چوکتے چہ جائیکہ غیر متعارف اور نایاب کتب کے متعلق کچھ شرم و حیا کریں چنانچہ مسیح کی ہجرت کشمیر کے اثبات کے دھن میں ایک پوری کتاب لکھ ماری (مسیح ہندوستان میں) جس میں بہت اوٹ پٹانگ مارتے رہے اور اسی طرح آنجناب ایک جگہ ایک غیر معروف انجیل کا حوالہ بھی دیتے ہیں کہ اس میں بھی مسیح کا کشمیر اور ہندوستان میں آنا لکھا ہے اور اس انجیل کا نام تبتی انجیل لکھا ہے جو ایک روسی سیاح مسٹر نوٹووچ نے علاقہ تبت کے کسی کتب خانہ سے دریافت کی تھی۔

مگر آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ مرزا صاحب نے نہایت دجل سے کام لیا ہے۔ وہ انجیل میرے پاس

از: عبداللطیف مسعود ڈسکہ

بالفعل موجود ہے۔ اس میں مرزا صاحب کے برعکس یہ لکھا ہے کہ جناب مسیح ۱۳ سال کی عمر میں ہندو کی طرف آئے پھر کئی علاقہ جات کا دورہ کرتے ہوئے ۲۹ سال کی عمر میں جب ان کو خدا نے اسرائیل کی ہدایت کیلئے منتخب کیا واپس فلسطین آ گئے وہاں انہوں نے تین سال تک دعوت حق پیش کی اس کے بعد مروجہ اناجیل کے مطابق ان کو صلیب پر مار دیا گیا اور اس کی روح جسم سے علیحدہ ہو کر روحانیت میں جا ملی۔ جب اسے قبر میں دفن کیا گیا تو عوام کے احتجاج اور فساد سے ڈر کر حکومت وقت نے ان کی لاش کو وہاں سے خفیہ طور پر منتقل کر کے کسی دوسری جگہ دفن کرا دیا۔ دوسرے دن جماعت نے قبر کو کھلا ہوا اور خالی دیکھا تو یہ بات مشہور ہو گئی کہ حاکم اعلیٰ (خدا تعالٰی) نے اپنے فرشتے بھیج کر اس کی نعش نکال لیں۔

دیکھئے تبتی انجیل باب چہارم و نہم و چہاردہم۔ یہی آخری بات موجودہ انجیل متی کے ۲۸ ویں باب میں ذرا پہلو دار الفاظ میں بھی درج ہے۔

ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں مرزا صاحب اس انجیل کو صلیب کے بعد ہجرت کشمیر کے ثبوت میں پیش کر رہے ہیں حالانکہ اس میں اس کے الٹ درج ہے۔ فرمائیے ایسا فریب کار اور دھوکا باز راستبازی کے کسی بھی درجے پر تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

نوٹ:۔ اس انجیل کا حوالہ صرف قادیانی کی غلط کاری کے لئے پیش کیا گیا ہے اس انجیل کے صدق و کذب کے متعلق ہم بحث نہیں کرتے وہ دوسرا موضوع ہے۔

تکذیب مرزا بزبان مرزا

(۱) مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

انجیل پر ابھی تیس برس بھی نہ گذرے تھے کہ بجائے خدا کی پرستش کے ایک عاجز انسان کی پرستش نے جگہ لے لی۔ یعنی حضرت عیسٰیؑ خدا بنا لیے گئے۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۲۵۴، روحانی خزائن صفحہ ۲۶۲، ج ۲۳)

پھر ایک دوسری جگہ یہی صاحب وحی والہام لکھتے ہیں کہ :-

میرے پر کشفاً یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ یہ زہرناک ہوا جو عیسائی قوم سے دنیا میں پھیل گئی حضرت عیسیٰؑ کو اس کی خبر دی گئی۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۵۴)

تیسری جگہ پہ لکھا کہ :-

خدا تعالیٰ نے اس عیسائی فتنہ کے وقت میں یہ فتنہ حضرت مسیحؑ کو دکھایا یعنی ان کو آسمان پر اس فتنہ کی اطلاع دی گئی کہ تیری قوم اور تیری امت نے اس طوفان (الوہیت مسیحؑ) کو برپا کیا ہے۔
(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۶۸ از مرزا قادیانی)

ناظرین کرام مندرجہ بالا اقتباسات سے واضح ہو گیا کہ قرآن وحدیث اور اجماع امت کے مطابق مسیحؑ نہ مصلوب ہوئے اور نہ ہی کشمیر کو ہجرت فرما ہوئے بلکہ خداوند عالم نے انہیں اسی جسد عنصری کے ساتھ اپنی قدرت کاملہ اور حکمت تامہ سے آسمان پر اٹھا لیا اسی لیے فرمایا :-

وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ؕ

یعنی وہ بڑی قوت والا اور بڑی حکمتوں کا مالک ہے۔ کیونکہ بقول مرزا صاحب عیسائی آپ کے تیس سال بعد مسیح پرستی کی وجہ سے بگڑ گئے تھے اور خدا نے ان کا یہ بگاڑ اور فتنہ مسیحؑ کو آسمان پر دکھا دیا تو ظاہر ہے کہ مسیح اس وقت آسمان پر تھے نہ کہ کشمیر میں، ورنہ وہ اطلاع کشمیر میں جاتی۔ لیکن تمہاری یہ بڑ تسلیم کر لی جائے کہ مسیح ۸۷ یا ۹۲ سال تک کشمیر میں زندہ رہے تو جو خبر اور اطلاع آپ کے تیس سال بعد آسمان پر دی گئی اس کا کوئی تک نہیں۔ مسیح تو اس وقت کشمیر میں زندہ سیر و تفریح کر رہے ہیں اور خدا اطلاع آسمان پر بھیج رہا ہے۔ یہ خدائے برحق کے علم کامل کے منافی ہے۔

ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ مرزا صاحب نے ہمارے حق میں کیا صاف فیصلہ کر دیا۔

ولکن القادیانون لا یؤمنون۔

قبر مسیحؑ کا مسئلہ۔

نعت رسول مقبول ﷺ

مبارک بقاپوری

خدائے لامکاں ملتا جہاں ہے وہ مکاں تو ہے
نظر آتا نہیں جو بے نشاں اس کا نشاں تو ہے
شب اسریٰ رکے رہ میں فرشتے اور مرسل سب
کہاں مخلوق پہنچی اس بلندی پر جہاں تو ہے
مصور نے کمی چھوڑی نہیں تصویر میں کوئی
خدا کا آخری کامل پیمبر بے گماں تو ہے
خدا کی مصلحت یا بھید کوئی جان پایا کب
قیامت تک کی باتیں جس سے کہیں وہ رازداں تو ہے
تجھی میں پائے جلوے ہم نے انوار الٰہی کے
مبارک کب خدا ہم سے نہاں ہے جب عیاں تو ہے

تکذیب مرزا بزبان مرزا۔

(۲) ایھا المسلمون۔ مرزا قادیانی اور اس کی امت کا نظریہ ہے کہ حضرت مسیحؑ کشمیر میں ۸۷ یا ۹۲ سال زندگی گزارنے کے بعد طبعی طور پر وفات پا گئے اور ان کی قبر سرینگر کے محلہ خانیار میں ہے جو آج بھی یوز آصف کی قبر کے نام سے مشہور ہے۔ مگر یہ بات بالکل کذب و افتراء ہے۔ اس لیے کہ بالفرض حضرت مسیحؑ کی قبر وہاں ہوتی تو ان کی امت اس سے خوب واقف ہوتی مگر کوئی عیسائی اس کا قائل نہیں ان کے ہاں تو مسیح کا مصلوب ہونا اور تیسرے دن جی اٹھنا ایک بنیادی نظریہ ہے جس کا انکار سرے سے مسیحیت ہی کا انکار ہے

(۳) صادق و مصدوق خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے حضرت موسیٰؑ کی قبر کی اطلاع باذن الٰہی دی کہ وہ فلاں مقام پر سرخ ٹیلے کے پاس ہے۔
(بخاری ص ۱۷۸ ج ۱ و ص ۴۸۴ ج ۲)

لیکن اس ذات مقدسہ نے حضرت مسیح کی قبر کا کہیں نشان نہیں بتلایا بلکہ یوں فرمایا کہ وہ زمین پر نازل ہو کر شادی کریں گے اولاد ہو گی۔ چالیس سال زمینی زندگی پوری کر کے طبعی طور پر وفات پائیں گے اور وفید فن معی فی قبری۔ یعنی میرے روضہ اطہر میں مدفون ہوں گے پھر روز حشر میں اور صدیق ابوبکرؓ اور فاروق اعظمؓ کے درمیان اٹھیں گے۔

باقی ص ۲۰ پر ملاحظہ فرمائیں

الجزائر

بوضیاف کے قتل کا ذمہ دار کون؟

قتل کی سازش پوری فنی انتظامی مہارت کے ساتھ کی گئی تھی

اب یہ بات بھی واضح ہو گئی ہے کہ صدر بوضیاف کا قتل فوج کی مقتدر شخصیات نے کرایا ہے قتل کی سازش پوری فنی انتظامی مہارت کے ساتھ کی گئی تھی۔ اور مکمل تھی۔ پہلے بم دھماکے ہوئے۔ پھر انہیں گولی کا نشانہ بنایا گیا۔ گولی چلانے والا فوجی یونیفارم میں تھا۔ اور فوجی انٹیلی جنس کا آدمی تھا۔ جو اسٹیج کے پیچھے ڈیوٹی پر پر متعین تھا۔ اگر بوضیاف بم کے دھماکوں اور فائرنگ سے بچ جاتے تو تقریب میں کھانے کی میز پر پہنچ کر ہلاک ہو جاتے۔ کیونکہ ان کے لئے ایک اسپیشل ڈش تیار کی گئی تھی اس میں زہر قاتل کی آمیزش تھی۔ بعد میں یہ ڈش کھانے والے لوگ ہلاک ہو گئے۔ صدر بوضیاف کو قتل کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ وہ کوئی سیاسی تصفیہ کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے عید سے پہلے اسلامی نجات پارٹی کے تین ہزار ارکان رہا کئے تھے۔ اور پارٹی کے قائدین کے خلاف اس مقدمے کی سماعت روک دی تھی۔ جس میں انہیں سزائے موت دی جانے والی تھی۔ مقتول صدر بوضیاف فوجی اور انتظامی افسروں کی کرپشن کو بھی دیکھ کر پریشان تھے۔ انہوں نے فوجی افسروں سے کہا تھا کہ وہ اپنے یہ عادات و اطوار تبدیل کریں ایک جنرل صاحب کے خلاف انہوں نے بڑے پیمانہ کی خورد برد کے الزام میں تحقیق کا بھی حکم دیا تھا۔ یہ سب وزیر دفاع اور دوسرے جنرلوں کو پسند نہیں آیا انہوں نے صدر بوضیاف کو اپنے راستے سے ہٹا دیا۔

اس سے پہلے انہوں نے اپنے ہی آدمی صدر شاذلی بن جدید کو اس لئے صدارت سے ہٹایا کہ وہ حکمران پارٹی کی انتخابی شکست کو تسلیم کر کے اسلامی نجات پارٹی سے سیاسی تصفیہ پر رضامند ہو گئے تھے۔ اور اسلامی نجات پارٹی نے یہ مان لیا تھا کہ شاذلی بن جدید کو اپنی بقیہ مدت صدارت پوری کرنے دی جائے گی۔

اس عرصہ میں صدر اور نئی منتخب حکومت ایک دوسرے سے افہام و تفہیم سے کام کریں گے اور اسلامی قوانین کے نفاذ میں ترتیب و تدریج ملحوظ رکھی جائے گی۔ اس سیاسی تصفیہ کے ساتھ ہی صدر شاذلی بن جدید کی چھٹی ہو گئی۔ نئے صدر کا عہدہ سنبھالنے کے لئے کوئی راضی نہیں تھا۔ احمد بن بیلا نے اس پیشکش کو مسترد کیا۔ بربر علاقے میں منتخب ہونے والی بربر قوم پرست اور مارکسٹ جماعت نے بھی فوجی حکمرانوں سے کہا کہ وہ جمہوری عمل کو معطل نہ کریں۔ اقتدار منتخب اسلامی نجات پارٹی کو منتقل کر دیں۔ ان حالات میں باہر سے بوضیاف

باقی ص ۲۰ پر ملاحظہ فرمائیں

۵ جولائی ۱۹۶۲ء فرانس سے آزادی کا اعلان۔ ۸ ستمبر آئین کا نفاذ جس میں کہا گیا تھا کہ ملک میں ایک پارٹی کی حکومت ہوگی، اور نیشنل لبریشن فرنٹ وہ پارٹی تھی۔ ۱۵ ستمبر احمد بن بیلا کو صدر منتخب کر لیا گیا۔ ۱۴ اپریل ۱۹۶۴ء نیشنلائزیشن کے عمل کا آغاز ہوا۔ ۱۹ جون ۱۹۶۵ء ہواری بومدین کی انقلابی کونسل نے اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ احمد بن بیلا کو گرفتار کر لیا گیا۔ دسمبر ۱۹۷۵ء آخری فرانسیسی کمپنیوں کو بھی نیشنلائز کر لیا گیا۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۷۶ء صدارتی انتخابات میں بومدین نے ۹۹ فیصد ووٹ حاصل کئے۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۷۸ء بومدین کا انتقال ہو گیا۔

۷ فروری ۱۹۷۹ء شاذلی بن جدید کو صدر منتخب کر لیا گیا۔

۱۲ جنوری ۱۹۸۴ء صدر کی حیثیت سے شاذلی دوبارہ صدر منتخب ہو گئے۔

۵ اکتوبر ۱۹۸۸ء دار الحکومت الجزائر اور دوسرے شہروں میں فسادات پھوٹ پڑے۔

۲۲ دسمبر شاذلی بن جدید تیسری بار صدر ہو گئے۔ ۲۳ فروری ۱۹۸۹ء نئے آئین کا نفاذ عمل میں آیا۔

یکم ستمبر ۱۹۸۹ء اسلامک سالویشن فرنٹ کا قیام عمل میں آیا۔ مولود حمروش کو وزیر اعظم مقرر کر دیا گیا۔

۱۲ جون ۱۹۹۰ء بلدیاتی انتخابات نے فرنٹ کو آدھے سے زیادہ شہروں اور قصبوں میں نظام و انصرام کا مالک بنا دیا۔

۲ اپریل ۱۹۹۱ء شاذلی بن جدید نے ۲۷ جون کو پہلے کثیر الجماعتی انتخابات کی بات کی۔ جون میں فرنٹ کے حامیوں کا فوج سے ٹکراؤ ہوا۔ صدر نے ہنگامی حالت کا اعلان کر کے وزیر اعظم کو برطرف کر کے انتخابات ملتوی کر دیئے۔

۲۹ ستمبر ہنگامی حالت کا نفاذ اختتام کو پہنچا۔ ۲۶ دسمبر انتخابات کے پہلے مرحلے میں فرنٹ نے ۱۸۸ نشستیں حاصل کر لیں۔

۱۱ جنوری ۱۹۹۲ء شاذلی بن جدید نے استعفیٰ دے دیا۔ ۱۲ جنوری انتخابات کے نتائج کو مسترد کر دیا۔ ۱۶ جنوری صدارتی کونسل کے صدر کی حیثیت سے بوضیاف کو وطن لایا گیا۔ اور صدر بنا دیا گیا۔

جنوری اور فروری دار الحکومت اور دیگر شہروں میں ہنگامے۔

۴ مارچ عدالت نے فرنٹ کو کالعدم قرار دے دیا۔

۲۹ جون عنابہ میں ابوضیاف کو قتل کر دیا گیا۔

کھانے کے بعد کے آداب

جب تک دستر خوان پر لوگ بیٹھے ہوں تو آدمی اپنے ہاتھ کو نہ روکے جب تک لوگ کھانا کھا رہے ہو اگر مجبوری ہو تو عذر کر دے تاکہ لوگ شرم کی وجہ سے بھوکے نہ رہ جائیں

برتن میں سالن لگا ہوا ہو تو اس کو اپنی انگلیوں سے چاٹ لے (شمائل ترمذی مسلم) ابن ماجہ

اس سے برتن دعا کرتا ہے (احمد ترمذی دارمی)

انگلیوں کو آخر میں خود چاٹ لے اس میں کراہت محسوس نہیں کرنا چاہیے کیونکہ انگلیوں میں بے دینی کا نا لگا ہوا ہے جس کو وہ اتنی دیر سے کھا رہا تھا۔ (علامہ خطابی)

ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ آپ کے کسی فعل کو قباحت کی طرف منسوب کرنے میں کفر کا اندیشہ ہے

(فتح الباری)

کسی دوسرے کو چٹوا دے بشرطیکہ وہ کراہت محسوس نہ کریں جیسے استاد ہو یا مرشد وغیرہ

(مشکوٰۃ)

روٹی کے جو ذرات دستر خوان پر گر گئے ہیں ان کو کھانے سے روزی میں برکت ہوتی ہے اور یہ جنت کی حوروں کا مہر بنے گا (احیاء العلوم)

کھانے کے بعد برتن کو چاٹ کر پانی پینے سے ایک غلام کے آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے

(احیاء العلوم)

کھانے کے بعد خلال کرے جو خلال میں لگ کر آئے اس کو پھینک دے اس کو نہ نگلے۔

(احیاء العلوم)

جب کھانا کھا چکے تو یہ دعا پڑھے الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین

شمائل ترمذی ابوداؤد

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لیے جس نے ہم کو کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا۔

کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر پونچھ بھی لے

کھانے کے فوراً بعد آپ پانی نوش نہ فرماتے یہ مضر ہضم ہے کچھ دیر کے بعد پینا چاہیے

(مدارج النبوۃ)

جب دستر خوان سے اٹھے تو یہ دعا پڑھے الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً ومبارکاً فیہ غیر مکفی ولا مودع ولا مستغنی عنہ ربنا

(بخاری شریف)

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو بہت ہی عمدہ بڑی بابرکت انداز میں ہے ہم اس دستر خوان کو یہ سمجھ کر نہیں اٹھا رہے ہیں کہ

کھانا ہمارے لیے کافی نہیں اور یہ کہ ہم اس سے مستغنی ہو گئے ہیں۔

پانی پینے کے آداب

پانی پیتے وقت شروع میں بسم اللہ پڑھنا چاہیے اور آخر میں الحمد للہ پڑھنا چاہیے

(احیاء العلوم)

گلاس وغیرہ کو داہنے ہاتھ میں لے کر پینا چاہیے (مدارج النبوۃ)

پانی کو چوس چوس کر پینا چاہیے آپ نے ارشاد فرمایا (مدارج النبوۃ)

اس طرح پینے سے آدمی زیادہ بہتر ہوتا ہے اور خوشگوار بھی ہوتا ہے اور حصول شفا کا بھی باعث ہوتا ہے (شمائل ترمذی)

اگر آسانی سے میٹھا اور ٹھنڈا میسر آجائے تو اس کو استعمال کرے آپؐ ایسے پانی کو شوق سے نوش فرماتے تھے (شمائل ترمذی)

مشکیزہ بوتل اور لوٹے کی ٹونٹی وغیرہ میں منہ لگا کر نہیں پینا چاہیے آپؐ کے زمانے میں ایک صحابی کے مشکیزے سے سانپ نکل آیا تھا اس کے بعد آپ نے اس طرح پینے سے منع فرما دیا۔ (زاد المعاد)

کھڑے ہو کر بھی نہیں پینا چاہیے ابن قیم فرماتے ہیں کہ اس سے آدمی مکمل طور سے سیراب بھی نہیں ہوتا اور اس طرح پینے سے پانی معدے میں ٹھہرتا بھی نہیں فوراً نیچے اتر جاتا ہے تو جن اعضاء کو پانی کی ضرورت پڑتی ہے وہ ان کو نہیں پہنچتا۔ (زاد المعاد)

مگر وضو کا بچا ہوا پانی اور زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پینا چاہیے

(مدارج النبوۃ)

لیٹ کر کے پانی پینا منع ہے

آپ نیم مٹی اور تانبے اور لکڑی کے پیالے میں پانی نوش فرماتے۔

پانی پینے سے پہلے دیکھ لے کہ اس میں کوئی چیز پڑی ہوئی تو نہیں ہے

پانی تین سانس میں پینا چاہیے اونٹ کی طرح ایک سانس میں پینے کو آپؐ نے منع فرمایا (مشکوٰۃ)

اطباء فرماتے ہیں کہ اس میں معدے اور جگر کے ورم آنے کا خطرہ ہے اور اس طرح پیاس بھی پوری نہیں بجھتی (زاد المعاد)

پہلے سانس میں تھوڑا پھر اس سے زیادہ اور آخر میں جتنی پیاس ہو اتنا پینا چاہیے (زاد المعاد)

باقی ص ۲۷ پہ ملاحظہ فرمائیں

خدمت خلق کی ایک اعلیٰ مثال

بھوپال کے ایک محلہ میں ایک ممتاز سرکاری افسر رہا کرتے تھے یہ اب سے ۷۰-۸۰ سال پہلے کی بات ہے جہاں وہ رہتے تھے وہ پورا محلہ ہندو امیروں سے آباد تھا ایک بار اس شہر میں طاعون پھیلا۔ اور پورا محلہ خالی ہو گیا۔ صرف دو گھر باقی رہ گئے۔ ایک ان ہی مسلمان افسر کا۔ اور دوسرا ایک ہندو معمار کا۔ اس ہندو خاندان کے بھی سبھی لوگ بھاگ گئے۔ صرف ۱۴-۱۵ سال کا ایک لڑکا رہ گیا۔ اور چونکہ ان معماروں میں کم عمری میں شادی کا رواج تھا۔ اس لئے اس کی ۱۲-۱۳ سال کی بیوی تھی۔

ایک دن اس ہندو لڑکے کو طاعون کا بخار چڑھ آیا۔ گھر میں کم سن بچی وہ کیا دیکھ بھال کرتی۔ دوپہر کا وقت تھا وہ گھبرائی ہوئی مسلمان پڑوسی کے گھر آئی جہاں مسلمان افسر کی اہلیہ اور کنبہ والے رہتے تھے۔ یہ نیک بی بی پورے محلہ میں اماں کہلاتی تھیں۔ طاعون متعدی بیماری ہوتی ہے۔ اس لئے گھر میں وہ اس کی پابندی بھی رکھتی تھیں کہ پانی ابال کر پئیں اور گندگی نہ رہنے پائے۔

اس ہندو بچی نے جب اپنے شوہر کی کیفیت بیان کی تو وہ بے چین ہو کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔ جو دوائیں گھر میں موجود تھیں وہ تھیلی میں ڈالیں برقع پہنا اور پڑوسی کے گھر پہنچیں تو اس کی حالت انتہائی خراب تھی۔ ان کو علاج و معالجہ کی جو تدبیر آتی تھی۔ بے چاری کرتی رہیں۔ مریض کے کپڑے صاف کئے۔ پیشاب پاخانہ کی صفائی کی۔ سر اور ہاتھ پاؤں دبائے۔ لڑکی کو تسکین ہوئی تو گھر سے کھانا منگا کر اسے کھلایا۔ برابر دعائیں کرتی رہیں۔ ان کے شوہر شام کو ۴-۵ بجے کے بعد جب گھر پہنچے تو ساری کیفیت سنی۔ چنانچہ وہ بھی اس پڑوسی کے گھر جا پہنچے۔ اور فوراً حکیم صاحب کو بلا کر بھی لائے۔ وہ رات ان دونوں میاں بیوی نے اس لڑکے کے سرہانے گذاری۔ دوسرے دن شوہر نے چھٹی لے لی۔ اس طرح کئی راتیں اور دن اس مریض کی تیمارداری میں گذارنے کے بعد خدا نے فضل فرمایا اور بچہ بچ گیا۔

بعد میں یہ بیمار بچہ اپنے شہر کا بہت اچھا کاریگر بنا اور اپنی بڑی برادری کا وہ چودھری بنایا۔ اس کے تقریباً ۲۰-۲۵ سال کے بعد جب ان خاتون کا انتقال ہوا تو وہ ان کی موت پر اس طرح بلک بلک کر روتا تھا کہ جیسے اس کی حقیقی ماں مر گئی ہو۔ ان کی قبر کھودی گئی تو اس نے درخواست کی کہ پتھر کا صندوق وہ اپنے ہاتھ سے بنائے گا۔ اور جب اس کا معاوضہ دیا گیا تو رو رو کر اس نے رقم کو ورثاء کے قدموں پر ڈال دیا اسے اپنی ماں کی آخری خدمت کے طور پر قبول کیا جائے۔

زمانہ بدل گیا ۱۹۴۷ء آ گیا جس کے بعد ہر مسلمان کمزور اور ہر غیر مسلم اپنے آپ کو حاکم سمجھنے لگا۔ اسی زمانے میں ایک غیر مسلم سکھ نے ہندو محلے کے اس اکیلے مسلمان گھرانے کو نکالنے کی یہ تدبیر سوچی کہ غیر مسلموں کے گھروں پر پتھر پھینک کر شور مچا دیا کہ یہ مسلمان گھر کی طرف سے آئے ہیں۔ رات کا وقت تھا پولیس ایسے موقعوں پر کہاں آتی ہے۔ اور آتی بھی تو اس مسلمان گھرانے کے لوگوں کو پکڑ کر لے جاتی گھر کے باہر بہت سے آدمیوں کا ہجوم ہو گیا تھا جنہیں بھڑکانے والے بھڑکائے جا رہے تھے۔ عین اسی وقت یہ ہندو معمار چودھری اپنے کنبہ کو لے کر بیچ میں آ کھڑا ہو گیا اور کہا کہ اس گھر کے کسی آدمی تو آدمی اگر کسی بچے کو بھی نقصان پہنچایا گیا تو اس کی خاطر پہلا مرنے والا میں ہوں گا۔ پھر اس نے کہا کہ اس خاندان نے جس طرح مجھ کو سہارا دیا ہے اس احسان کو بھلایا نہیں جا سکتا اور آج کے آنے والے شرنارتھیوں کی وجہ سے ہم اس قدیم شرافت کو فراموش نہیں کر سکتے۔ یہ ایک مختصر سا واقعہ ہے۔ لیکن سبق لینے کے لئے کافی ہے۔ انسان کی شرافت اور اس کی محبت و خلوص کے عملی مظاہرے ضائع ہو جانے والی چیز نہیں آخرت میں اس مسلم خاندان کے دونوں میاں بیوی کو بے لوث خدمت کا اجر ملے گا ہی لیکن اس دنیا میں بھی ان کے خاندان نے آدھی صدی کے بعد اس کا نمونہ دیکھ لیا۔ یہ تو ہے خدمت خلق کا ایک پہلو۔ اور یہ ہوئی گنے چنے خاندانوں کی بات۔

لیکن فرض کیجئے تمام مسلمان اگر بے لوث خدمت کا یہی جذبہ اپنا لیں۔ اور یہ سمجھ کر اپنائیں کہ ان کے خدا نے مخلوق خدا کی خدمت کرنے اور ان کے عظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین والوں پر رحم کرنے کی ہدایت کی ہے۔ تو کتنی روحیں ان کے حسن اخلاق سے متاثر ہوں گی۔ کتنے لوگ اسلام سے قریب آئیں گے اور کتنوں کے لئے اسلام وجہ کشش بنے گا۔

بادشاہ کی مثال

حضرت عمر بن عبدالعزیز

بادشاہ کی مثال بازار کی طرح ہے بازار میں اس چیز کی مانگ ہوتی ہے جس کی نکاسی ہوتی ہے۔ اگر بادشاہ نیک ہے۔ تو اس کے پاس نیک لوگ آتے ہیں اور اگر فاجر ظالم ہے تو ظالم و فاسق ہی اس کے پاس آمد و رفت کرتے رہتے ہیں۔

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دوکان
صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس
اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی
فون نمبر: ۲۴۵۸۰۳

بدزبان صحافیو! تمہارا یوم حساب قریب ہے

جس اخبار کو اٹھائیں اردو ہو یا انگریزی .... لاہور سے نکلتا ہو یا کراچی سے چھپتا ہو .... ایڈیٹر نوابی اوڑھتا ہو .... یا برہنہ سر ہو .... اخبار ضخیم ہو یا چار صفحوں کا چھلکا .... کوئی نہ کوئی کالم .... کوئی نہ کوئی خبر اسلام یا مسلمانوں کے خلاف .... ضرور ہوگی۔ کوئی مجرم سنگسار سے بچنے کے لئے .... کوئی مست کالم نگار شراب کی حد سے بچنے کے لئے .... کوئی انگریز کا جرثومہ فرنگی اقدار کے تحفظ کے لئے .... کوئی یورپ کی ننگی تہذیب کا دلدادہ ایڈز کو عام کرنے کے لئے .... کوئی بش اور الزبتھ کا متوالا اپنا وظیفہ حلال کرنے کے لئے .... کوئی خواہ مخواہ کا اسلام دشمن اپنے اندر کا زہر معاشرے میں پھیلانے کے لئے .... کوئی مافیا کا ایجنٹ اپنے آقاؤں کے تحفظ کے لئے .... ضرور بالضرور .... کچھ نہ کچھ اسلام کے خلاف .... کبھی مسلمانوں کے خلاف .... کبھی نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے خلاف .... بکتا ہے اور اپنی منحوس بھونک کو .... کالم کی شکل میں .... اخبار کے ایڈیٹر کے حوالے کرتا ہے اور یہ .... ایڈیٹری ہاں! .... مسلمان ایڈیٹر .... اس گند کو چھاپ دیتے ہیں۔ اہل دل لرزاٹھتے ہیں .... عاشقان مصطفیٰ تڑپ جاتے ہیں .... بزرگوں کی روشن آنکھوں میں .... آنسو جھلملا کر .... رخساروں سے گذرتے ہوئے .... سفید نورانی داڑھی میں تحلیل ہوجاتے ہیں .... کمزور اور بے بس مسلمان .... مٹھیاں بھینچ کر رہ جاتے ہیں .... کیا کریں؟ اسلامی جمہوری اتحاد کا چیمپئن .... سردار آصف علی بھی تو .... یہی ظلم ڈھارہا ہے .... مگر کون اس سردار کے سر .... کو دار پر لٹکائے .... کل تک علماء کی گود میں پل کر جوان ہونے والا بھیلا .... بھتیجا .... شیخ رشید .... بھی .... اللہ رب العزت سے اعلان جنگ کر رہا ہے .... ہائے اللہ اس قدر ظلم .... اس قدر بے حیائی .... اسلام کے نام پر .... ایک ہی ملک آزاد ہوا .... اور اس ملک میں سنت نبوی کا مذاق ... اور اس ملک کے اخبارات میں اسلام کے خلاف بک بک .... قادیانیت کی ترویج .... بے دینی کی اشاعت .... اسلام کا مذاق۔

او .... قوم کے گندے انڈو .... او عزت کے بیوپاریو .... او غیرت کے دشمنو .... تمہاری ہرزہ سرائی .... تمہارا یہ شور و غوغا .... نہ اسلام کو مٹا سکتا ہے .... اور نہ مسلمانوں کو ختم کرسکتا ہے .... اور مولویت کے خلاف راگ الاپنے والو .... تمہارے ہم فکر روسی اور افغانی کمیونسٹ 'علماء کی قید میں 'ان کے رحم و کرم پر' ان کی دی ہوئی روٹی پر زندہ ہیں۔ روسی جنرل' افغان کمیونسٹ پائلٹ' کرنل' صحافی کالم نگار' اخبار نویس' نہ اسلام کا کچھ بگاڑ سکے' نہ مولویوں کی قدر گھٹا سکے۔ او دنیا کے ٹکڑوں پر بکنے والو' او اپنے افکار و نظریات کو کوڑیوں کے بھاؤ بیچنے والو .... او غافلو .... تمہاری یہ اسلام دشمنی .... مسلمان نوجوانوں کو تمہارے خلاف .... ہاں ہاں تمہارے خلاف

.... اسلام کے خلاف نہیں .... اور پھر کہتا ہوں تمہارے خلاف .... شعلہ جوالہ بنا دے گی .... اور پھر تمہارا حشر .... مصر کے ضمیر فروش صحافیوں سے .... بدتر ہوگا۔ تمہاری لاشوں کے ٹکڑے .... اسلام دشمن صحافیوں کی طرح .... کی طرح .... سڑکوں پر سے کوئی اٹھانے والا نہیں ہوگا' ہم دھمکی نہیں دے رہے' قوم کا مزاج بتا رہے ہیں۔ آئندہ حالات سے متنبہ کر رہے ہیں۔ مسلمان نوجوان کی بے چینی عروج پر ہے .... وہ بے غیرت نہیں کہ .... اسلام کے خلاف .... تمہاری بدبودار .... متعفن .... سڑی ہوئی .... گندی اور غلیظ .... زبان کو برداشت کرتے رہیں۔ جو کچھ ہوچکا یہ بھی بہت ہے۔ اب بس کرو' اپنے منہ کو لگام دو' ورنہ لوہے کی لگامیں تیار ہیں۔ موضوع بدل لو ورنہ تم خود اخبارات کو موضوع بن جاؤ گے۔ اسلام کے خلاف چھپنے والے بڑے بڑے بیانات' اور

موٹی موٹی سرخیوں پر خوشیاں نہ مناؤ ورنہ کل تمہاری خبریں سرخیوں میں چھپیں گی۔

اے امت کے نوجوانو! اے اسلام کے علمبردارو! اے عزت و غیرت کے شہسوارو! اے پیارے نبیؐ کے متوالو! اللہ نے تمہاری جانیں جنت کے بدلے ... تم سے خرید لی ہیں .... موت کا ایک وقت مقرر ہے .... عزت کی موت .... ذلت کی زندگی سے بہت بہتر ہے .... دیکھو حوریں مزین ہوچکی ہیں۔ آگے بڑھو' اسلام کے خلاف بھونکنے والے ان بدمست' بدزبان' بدکردار ایجنٹوں کو' زرخرید غلاموں کو' اسلام دشمنی سے روکو' انہیں لگام دو' غیرت کو نیلام نہ ہونے دو' کسی سے مت ڈرو' اسلامی اقدار کے تحفظ میں' تمہاری زندگی لگ جائے' کفر کا جادو .... سر چڑھ کر بول رہا ہے۔ جوانی کا خون اس کا مداوا کرسکتا ہے۔ دیکھو پیارے نبیؐ کی عزت پر' محبوب قائد کی شریعت پر آوازیں کسی جا رہی ہیں۔ کیا فائدہ زندگی کا' کیا فائدہ گرم خون کا' اب اس ملک میں اس دھرتی پر' اسلام کے محافظ تم ہو' غفلت کی روش کو بدلو' تمہیں دین سے ہٹانے کے لئے قلم چل رہے ہیں .... گولیاں برس رہی ہیں .... مال لٹایا جا رہا ہے .... ناموس رسالتؐ کو داغدار کرنے کے بھیانک .... خوفناک .... خطرناک مشن کا آغاز ہوچکا ہے .... لیکن اگر تم کھڑے ہوگئے .... اور تم نے ان کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی .... تو یہ ان بلوں میں .... واپس گھس جائیں گے .... جہاں سے نکلے ہیں .... ان کا ایک ہی علاج ہے .... صرف ایک ہی علاج .... صرف ایک ہی علاج ... خوش قسمت ہے وہ جو اس علاج کے ذریعے سے .... سعادت اور خوش بختی کے اعلیٰ مقام حاصل کرلے .... یہ بھیڑیئے .... یہ آوارہ گرد .... مفکر نہیں .... کہ قلم سے مان جائیں .... یہ شریف نہیں .... کہ علمی بحث ان پر موثر ہو .... یہ عقلمند نہیں .... کہ عقلی دلائل سے گھائل ہوں .... یہ مسلمان نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کا واسطہ مان جائیں .... یہ موذی ہیں .... یہ خطرناک زہریلے بچھو ہیں .... ان کے دانتوں میں زہر کی تھیلیاں .... غیروں نے رکھی ہیں .... یہ بک چکے ہیں .... اس لئے بک رہے ہیں .... ہچکیاں لے رہے ہیں .... اللہ کرے ان کا کوئی ہمدرد .... انہیں اٹھا دے کر .... قوم کے صبر کا .... نوجوانوں کی غیرت کا .... اہل اسلام کی محبت کا .... مزید امتحان نہ لیں .... کیونکہ .... اب ان کا .... یوم حساب بالکل قریب ہے۔

میڈیا کیا کر رہا ہے؟

میڈیا نے موجودہ دور میں ایک اہم مقام حاصل کر لیا ہے۔ اتنا اہم کہ اسے مملکت کا چوتھا ستون قرار دیا جاتا ہے لیکن یہ سوال بجائے خود موجود ہے کہ میڈیا کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟ اور یہ کہ ہمارا میڈیا انہیں کس حد تک پورا کر رہا ہے؟

ان سطور میں اسی سوال کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔

میڈیا کے اغراض و مقاصد بنیادی طور پر تین ہوتے ہیں (۱) ملک جس مذہب اور نظریے کی بنیاد پر قائم ہے اس کا پرچار' (۲) اس مذہب اور نظریے کی جو تہذیب اور ثقافت ہے اس کی ترویج و تشہیر' (۳) ملک میں موجود جماعتوں اور تنظیموں کو ان کے قد و مقام کے مطابق کوریج دینا۔

یہ اغراض مقاصد نہ تو جغرافیائی حدوں کے پابند ہیں اور نہ دنیا کے کسی خطے کا سرد یا گرم موسم اس پر اثر انداز ہوتا' یہ وہ اصول ہیں جو پوری دنیا کے میڈیا کے لئے ہر ملک میں یکساں مقام و حیثیت رکھتے ہیں۔

یہ الگ بات ہے کہ ایک ملک میں کوئی ایسا مخصوص نظام آجائے جو میڈیا کو اس کے اصل ٹریک سے اتار کر اپنے مفادات کا کچھ اس طرح پابند کر دے کہ مندرجہ بالا تینوں یا ان میں سے کوئی ایک شق اس سے متاثر ہو جائے اور ایسا ہوتا بھی ہے ماضی میں سوویت یونین اور حال میں کیوبا اور برما جیسے ممالک اس کی مثال ہیں۔

مجھے باہر کی دنیا سے تو کوئی سروکار نہیں اپنے اپنے ملک کی میڈیا کے بارے میں موجودہ حالات میں اظہار خیال ضروری گردانتا ہوں۔

اس بات سے بچہ بچہ واقف ہے کہ پاکستان دو قومی نظریے کی بنیاد پر قائم ہوا ہے۔ ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان کے پیش کئے جانے سے لیکر ۱۹۴۷ء میں اس وقت تک جب آخری مہاجر نے پاکستان کی سرحد عبور نہ کرلی تقریباً دس لاکھ مسلمانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا پاکستان پہنچ جانے والے اور وہ جو پاکستان کی طرف سفر کرتے ہوئے دائمی سفر پر روانہ ہو گئے انہوں نے لاکھوں نہیں کروڑوں کی جائیدادیں اور اراضی قربان کی اور پاکستان آئے اور یہ بھی ایک کھلی حقیقت ہے کہ انڈیا کی سرزمین کو خیرباد کہنے والوں میں ہندو یا سکھ یا بدھ مت والے شامل نہیں تھے بلکہ وہ باہکے صرف اور صرف مسلمان ہی تھے کیوں کہ پاکستان اسلام ہی کے نام پر حاصل کیا گیا اور اسلام کے نام پر حاصل کئے جانے والے ملک کے مکین مسلمان ہی ہو سکتے تھے۔

مگر بعض تعلیم یافتہ جاہل ایسے بھی موجود ہیں جو قوم کی آنکھوں میں دھول جھونکنے میں ذرا بھی عار محسوس نہیں کرتے اور ایسا کرتے ہوئے وہ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ یہ تاریخ کو مسخ کرنے کی نہایت گستاخانہ حرکت ہے ان میں سے ایک تو سندھ کے موجودہ گورنر محمود اے ہارون ہیں جنہوں نے گزشتہ دنوں بڑی ڈھٹائی سے کہہ دیا تھا کہ قیام پاکستان کے وقت پاکستان کا مطلب کیا لاالہ الا اللہ کا نعرہ ایک مرتبہ بھی نہیں لگا یہ دو قومی نظریے کا سراسر انکار تھا مگر خود کو پاکستان کا خالق کہنے والی مسلم لیگ کی حکومت نے اس گورنر کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔

دوسری شخصیت جو اسی قسم کے خیالات رکھتی ہے وہ ہیں پیپلز پارٹی کے سینئر وائس چیئرمین شیخ رشید جن کا کہنا ہے کہ پاکستان اسلام کے لئے نہیں بلکہ آزادی کے لئے بنا تھا اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس سے؟ اگر انگریز کا نام لیا

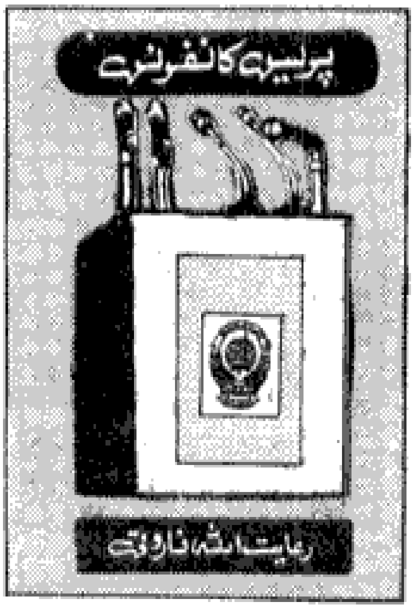

جائے تو اس نے برصغیر کے صرف اس خطے کو ہی خالی نہیں کیا تھا جہاں آج پاکستان قائم ہے بلکہ پورے برصغیر سے کوچ کر گیا تھا تو ایسی صورت میں انڈیا سے الگ ہونے کی کیا ضرورت تھی اور اگر کہا جائے کہ ہندو سے تو پھر لازماً" ماننا پڑے گا کہ اسلام کے حوالے سے کیوں کہ وہ الگ مذہب کے افراد تھے اور ہم الگ مذہب کے' اور اسی کو دو قومی نظریہ کہا جاتا ہے ایسے میں پھر یہ کہنا کہ پاکستان اسلام کے لئے حاصل نہیں کیا گیا ایک بے وزن بات ہے اور اس کے قائل کو ذہنی مریض ہی کہا جا سکتا ہے۔

جب پاکستان دو قومی نظریے کی بنیاد پر حاصل کیا گیا تو پھر اسلام پاکستان کا مذہب اور نظریہ ٹھہرا اب شق نمبر(۱) کے مطابق اگر پاکستان کی میڈیا کا جائزہ لیا جائے تو میڈیا کی پینتالیس سالہ تاریخ ہمیں نہ صرف یہ کہ یہ بتاتی ہے کہ اس شق پر عمل نہیں کیا گیا بلکہ حقیقت کچھ یوں سامنے آتی ہے کہ میڈیا نے اپنے کرتوتوں کے ذریعے اس شق کی دھجیاں اڑانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ہے۔

ماضی کو تو چھوڑیں حال کی بات کرتے ہیں یہ دنیا کا اصول ہے اور ہر ذی ہوش و ذی عقل اس پر عمل کرتا ہے کہ جب کسی سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اس کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کو پیش نظر رکھ کر مستقبل میں اس سے بچنے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے تاکہ دوبارہ وہی صورت حال پیدا نہ ہو اب جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ شق نمبر(۱) کو پورا کرنا تو درکنار اس کی دھجیاں اڑائی جاتی ہیں اس کی مثال دیکھیں دس مارچ ۱۹۹۰ء کو جنگ کراچی اور انگریزی اخبار ڈان نے یو بیزا گارمنٹس کا اشتہار شائع کیا جس میں آرٹسٹ کے ہاتھ سے بنے ہوئے اسکیچ میں ایک شخص کو پینٹ پہنے ہوئے دکھایا گیا تھا اس اسکیچ میں نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ اس شخص کی پیشاب کی جگہ پر بالکل واضح طور پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی (محمد) لکھا ہوا تھا اسی طرح اس شخص کے جوتے پر بھی یہی تحریر تھا بقول روزنامہ جنگ کے یہ غلطی سے چھپ گیا تھا قصداً" ایسا نہیں کیا گیا اب مانا کہ یہ غلطی تھی اس غلطی سے سبق سیکھنا چاہئے تھا مگر یہاں تو معاملہ ہی اور ہے یہ اخبارات تو اسلام کے خلاف مواد چھاپ کر اسلام دشمن حلقے کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں جیسا کہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۱ء کے روزنامہ جنگ کراچی ہی کی اشاعت میں "ادبی" صفحے پر اسلام کی جس طرح "بے ادبی" کی گئی ہے اس کی نظیر شاید پاکستان کی صحافتی تاریخ میں نہ ملے۔ میں اس آرٹیکل کے اقتباسات پیش کر کے اپنے کالم کو گندا کرنا پسند نہیں کروں گا لیکن قارئین کو اتنا ضرور بتاؤں گا کہ اس گستاخ ادبی تحریر میں گانے اور نماز میں امام کی قرات کو یکجا کر کے بار بار تحریر کیا گیا کہ امام کی قرآت کا تو ہمیں کچھ پتہ نہیں تھا البتہ گانے نے ہمیں مدہوش اور بے خودی کی کیفیت سے سرشار کیا۔

قارئین خود اندازہ لگائیں کہ یہ شق اول (ملک کے مذہب اور نظریے کی ترویج) کی دھجیاں نہیں بکھیری جا رہی تو اور کیا ہو رہا ہے۔

اسی طرح الیکٹرک میڈیا کی طرف آیئے ریڈیو پاکستان اپنے پورے دن کی نشریات میں اسلام کو مجموعی طور پر تقریباً" دو گھنٹہ دیتا ہے اور وہ بھی کچھ اس طرح کہ صبح سویرے جب پورا ملک یا تو سو رہا ہوتا یا جو جاگ رہے ہوتے ہیں تو ناشتے اور ڈیوٹی پر جانے کے لئے تیاری میں مشغول ہوتے ہیں اس وقت اپنی نشریات کا آغاز ریڈیو اپنے تیس منٹ کی پروگرام سے کرتا ہے جس میں مسائل کے حل بھی ایک ڈاکٹر صاحب بتاتے ہیں مگر وہ ڈاکٹر فقہ کے ساتھ وہی کچھ کرتا ہے جو ایک جاہل کر سکتا ہے' اس پروگرام کے بعد پورا دن گانے بجتے ہیں

نماز ظہر کے لئے ریڈیو اذان اور دیگر امور پر مشتمل دس منٹ کا پروگرام پیش کرتا ہے اس طرح عصر مغرب اور عشاء میں بھی ہوتا ہے پھر پروگرام کے آخر میں جب ملک یا تو سو چکا ہوتا ہے یا سونے کی تیاری کر رہا ہوتا ہے تو پھر اختتامی پروگرام دس منٹ کا اسلامی پیش کرتا ہے کیا یہ اسلام کے ساتھ زیادتی نہیں؟ اور کیا یہ شق اول کی مخالفت نہیں؟ مزید ظلم دیکھیں دن میں جب کوئی نیا چینل شروع ہوتا ہے تو ابتداء میں ایک قاری صاحب کی پڑھی ہوئی یہ آیت ابتدائیے کے طور پر سنائی جاتی ہے "قولوا للناس حسنا" جس کا ترجمہ ہے کہ لوگوں کو اچھی بات اس آیت کے ذریعے ریڈیو یہ باور کراتا ہے کہ ہم اس آیت پر عمل کرنے لگے ہیں اور اس کے بعد ایسے ایسے طربیہ گانے اس چینل پر شروع ہوتے ہیں کہ الامان والحفیظ قارئین کو یہ اندازہ لگانے میں دقت نہ ہوگی کہ ریڈیو یہ کہہ رہا ہے کہ "قولوا للناس حسنا" کا معنی ہے لوگوں کو گانے سناؤ اسی طرح ان گندے پروگرام کی ابتداء اور انتہا قرآن مجید کی تلاوت سے کرنا یہ قرآن اور اسلام کی بدترین توہین نہیں تو اور کیا؟

اسی طرح ٹی وی کی طرف آئیں میں ٹیلی ویژن دیکھنے کو ناجائز سمجھتا ہوں اول تو یہ مسلم گھرانے میں ہونا ہی نہیں چاہئے لیکن جب ہے تو پھر اس کے کرتوت دیکھیں کہ ٹی وی کو پالیسی دی گئی کہ خواتین پروگراموں میں دوپٹہ اوڑھیں اس پر خاصی لے دے ہوئی پھر یہ پالیسی منسوخ ہو گئی۔ ڈش انٹینا کے فتنے کے ذریعے مسلمان گھرانوں کو یورپ کی تمام فحاشی دکھائی جا رہی ہے۔

یہ تو ہے شق اول کے ساتھ پاکستانی میڈیا کا برتاؤ اب آیئے شق نمبر (۲) یعنی "ملک میں رائج مذہب اور نظریئے کی تہذیب و ثقافت کی تشہیر" کی طرف اخبار روزانہ ایک صفحہ فلمی اشتہارات کو دیتے ہیں جس میں قوم کو بتایا جاتا ہے کہ کون کونسا فتنہ کس کس سینما پر لگا ہوا ہے اور اس میں جو تصویریں ہوتی ہیں اس سے قارئین واقف ہیں۔

اس کے علاوہ فن اور ثقافت اور تہذیب جیسے عنوانوں سے رنگین صفحات پر کنجریوں (اداکاراؤں) کی فور کلرز میں ایسی ایسی تصویریں ہوتی ہیں کہ لگتا ہے شاید شرم و حیا نام کی جو چیز تھی وہ اب محکمہ آثار قدیمہ والوں کے ہاں ہی ملے گی اور اب تو اخبارات ایسی تصاویر بھی چھاپنے لگے ہیں جس میں خواتین صرف نیکر اور باڈی زیب تن کئے ہوتی ہیں۔

یہی حالت اس معاملے میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی ہے خلاصہ یہ کہ میڈیا یورپین تہذیب اور ثقافت کی خوب زور اور شور سے نشر و اشاعت میں لگا ہوا ہے جب کہ اسلامی تہذیب کا ریڈیو اور ٹی وی کوئی ایک پروگرام اور

باقی صـ۲۶ پر ملاحظہ فرمائیں

تحریر: میاں محمد حنیف

ننکانہ سے صدیق آباد تک

توحید و رسالت کے نعرے بلند کرتا ہوا یہ قافلہ سوئے منزل روانہ ہوا

ننکانہ صاحب جسے ماضی میں گوردواروں کا شہر کہا جاتا تھا۔ اب اسے بجا طور پر مسجدوں کا شہر کہا جا سکتا ہے۔ ہمارے جیالے اور غیور خورد و کلاں جس طرح تاجدارِ ختم نبوت کے ناموس کی حفاظت کے لیے صبح و شام مصروفِ عمل رہتے ہیں وہ محتاج بیان نہیں ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۲ء کو گیارھویں ختم نبوت کانفرنس سہ روزہ صدیق آباد میں شرف شمولیت حاصل کرنے کے لیے حسب سابق شمع نبوت کے پچاس سے زائد پروانوں کا قافلہ تیار ہوا۔ شاہ خاور اپنی منزلیں طے کرتے ہوئے قادیانیوں کی ڈوبتی ہوئی تقدیر کے تعاقب میں مغرب کی معمورِ ظلمت وادیوں میں غیظ و غضب سے یوں محو تک رہا تھا کہ اس کے جلال رخ انور سے شفق کی دیواریں سرخ ہو گئی تھیں۔

ہمارا یہ قافلہ سوئے منزل روانہ ہوا جس میں یہ فقیر مثل جزو قلیل شریک سفر تھا توحید و رسالت کے نعرے بلند کرتا ہوا یہ قافلہ شہر سے باہر نکلا۔ مجاہدین ختم نبوت کے اس قافلے میں ہر عمر اور ہر پیشے کے احباب شامل تھے۔ دس، دس، گیارہ، گیارہ برس کی عمر کے معصوم بچے معاذ و معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سنت ادا کرنے ہمارے شریک سفر تھے۔ جب کہ پچیس پچیس، تیس تیس سال کی عمر کے نوجوان اور ساٹھ ساٹھ، ستر ستر برس کی عمر سے متجاوز بزرگ بھی کسے پیچھے نہ تھے۔ جن میں معمولی مزدور سے لے کر شہر کے متمول اور مالدار تاجر تک طلبہ اور اساتذہ مختلف محکموں کے ملازمین غرض ہر طبقے کے لوگ تھے۔

حاجی عبدالحمید رحمانی سالارِ کارواں کی حیثیت سے ہمارے امیر تھے بس سوئے منزل رواں دواں تھی ہمارے جیالے نوجوانوں کے فلک شگاف نعرے ارد گرد کی بستیوں کو دعوت فکر دے رہے تھے ہمارے خوش گلو نوجوان باری باری بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ہدیہ نعت پیش کر رہے تھے درود و صلوٰۃ کے نذرانے پیش کیے جا رہے تھے۔ ایک ایمان پرور اور پُر کیف سماں تھا جسے محسوس تو کیا جا سکتا ہے مگر بیان کا یارا نہیں ہوتا۔

اس قافلے میں جناب متین صاحب صدر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب کے تین برادر حقیقی اور بھتیجے کارواں کی زینت تھے۔ جب کہ متین صاحب لاہور سے شمولیت کے لیے صدیق آباد پہنچ رہے تھے۔ حمید رحمانی کے ساتھ ساتھ اس گھرانے کی خدمات بسلسلہ ختم نبوت قابل صد تحسین ہیں نیز بھائی شوکت صاحب عباس بٹ اور محمد حبیب بھی ننکانہ کی بستی میں کارکنان ختم نبوت میں خاص مقام رکھتے ہیں۔

ہم حضرت ابوالخیر المعروف بابا لوکھو ہزاری کی بستی میں پہنچے تو آفتاب مغرب میں روپوش ہو چکا تھا گاڑی رکی اور تمام احباب اتر کر ایک قریبی مسجد میں وضو کر کے بارگاہ خداوندی میں سربسجود ہو گئے مجاہدین ختم نبوت کے جیالوں کا خضوع و خشوع قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ کر رہا تھا نماز مغرب سے

باقی صـ۲۶ پر ملاحظہ فرمائیں

ماڈل کالونی کو ربوہ ثانی بنانے کی سازش

قادیانیوں کی خلاف اسلام و پاکستان سرگرمیوں کو سمجھنے کیلئے ہمیں سب سے پہلے مسئلہ ختم نبوت اور قادیانی تاریخ کو سمجھنا ہوگا

کراچی کی ایک نواحی بستی ماڈل کالونی جو کہ کنٹونمنٹ میں واقع ہے اسے آج کل مرزا غلام احمد قادیانی کی امت نے اپنے دام فریب کا مرکز بنا رکھا ہے اور ان کا ارادہ اس علاقے کو ”ربوہ ثانی“ بنانے کا ہے۔ یوں تو اس بستی کی آبادی کے آغاز سے ہی انگریز کا خود کاشتہ پودا قادیانیت یہاں موجود تھا مگر اس فتنے کو اپنی جڑیں پھیلانے اور پھلنے پھولنے کا موقع ۱۹۸۶ء سے ملا جب کہ پاکستان کا دل کراچی لسانی و قوم پرست تحریکوں کا مرکز بن گیا۔ حقوق کے نام پر نام ہونے والی تحریکوں نے نوجوانوں کے ہاتھوں میں قوم کے تحفظ کے نام پر کلاشنکوف تھمادی اور کراچی میں دہشت گردی کے ایک ایسے دور کا آغاز ہوا جس کی نظیر نہیں ملتی نوجوانوں کے گروہوں نے ایک دوسرے کی آبادیوں پر مسلح حملے شروع کر دیئے اور ایک دوسرے کا خون صرف اس لیے مباح قرار دے دیا گیا کہ سامنے والا آپ کا ہم زبان نہیں یا اس کا طرز معاشرت آپ سے مختلف ہے۔ انتہائی معتبر اطلاعات کے مطابق نسل پرستی کی ان تحریکوں کو امریکن سی آئی اے، ہندوستان کی ”را“ اور قادیانیوں کی بھرپور سرپرستی حاصل تھی۔ ماڈل کالونی جو کہ پنجابی اکثریت کا علاقہ تھا۔ پی پی آئی پنجابی پختون اتحاد کا گڑھ تھا جب کہ قریبی علاقہ سعود آباد ایم کیو ایم کا مرکز۔ ماڈل کالونی کا مرزائی اقبال منہاس جو کہ علاقائی مربی بھی تھا اس کا ایم کیو ایم اور پی پی آئی دونوں تنظیموں سے گہرا ربط تھا اور وہ دونوں تنظیموں کی مالی و اخلاقی سرپرستی کرتا رہا ہے۔ ماڈل کالونی میں جب پی پی آئی کے کارکنان نے مہاجروں کے گھروں پر مسلح حملے شروع کئے تو ان دہشت گردوں کو اسلحے کی فراہمی اقبال منہاس کے ذمہ تھی ان حملوں کے نتیجے میں اکثر مہاجروں نے اس علاقے کو خیرآباد کہہ دیا اور اپنے مکانات یا تو فروخت کر دیئے یا کرائے پر اٹھا دیئے ان دہشت گردوں کی کارروائیوں میں بعض مرزائی نوجوان پیش پیش تھے۔ ان حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانیوں نے منظم انداز میں خالی ہونے والے مکانات یا تو انتہائی سستے داموں خرید لیے یا کرائے پر حاصل کر لیے اور

از: عقیل انجم کراچی

کراچی کے کونے کونے میں بکھرے ہوئے قادیانیوں کو ماڈل کالونی لاکر آباد کرایا گیا۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق یہاں ہزاروں قادیانی کنبے آباد ہو چکے ہیں اور اب کھلے عام مرزائیت کی تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ علاقے میں کھلے عام مرزائی لٹریچر کی تقسیم ہو رہا ہے۔ اجتماعات عام منعقد کئے جا رہے ہیں جس میں بھولے بھالے مسلمانوں کو ختم نبوت اور وفات مسیح کے عنوان پر گفتگو کی دعوت دی جاتی ہے مرزائی مبلغوں کی دعوتی شرانگیزیاں اب اس حد تک بڑھ چکی ہیں کہ وہ علاقے کے سرکردہ لوگوں کو بھی قادیانی سلسلے میں شمولیت کی دعوت دے رہے ہیں منعقد ہونے والے اجتماعات میں کھلے عام علماء اسلام کو چیلنج کیا جاتا ہے اور علمی اختلافات کو دلیل بنا کر کل امت محمدیہ کی تکفیر کی جاتی ہے۔

قادیانیوں کی ان تبلیغی سرگرمیوں کی وجہ سے کئی نوجوان مرتد ہو چکے ہیں۔ اس ارتداد میں تبلیغی دلائل سے زیادہ مال و دولت نوکری امریکہ و یورپ کی شہریت اور حسن کی کشش زیادہ کارفرما ہے مرزائیوں کی ان تبلیغی سرگرمیوں پر احتجاج کرنے والوں کو ”انجمن خدام احمدیہ“ کے غنڈوں کی دہشت گردی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اگر پولیس سے رجوع کیا جائے تو فورسز کے قادیانی افسر فوری طور پر مداخلت کرتے ہیں۔ اب تک کئی نوجوان قادیانی غنڈوں کے ہاتھوں زخمی ہو چکے ہیں علاقے میں قادیانیت کا پریشر پیدا کرنے کے لیے کئی مقامات پر اور مساجد کے باہر ہوائی فائرنگ کی جا چکی ہے۔ ۱۹ اپریل ۹۲ء ۲ بجے شب جامع مسجد خاتم النبیین پر مرزائیوں کے غنڈوں نے پتھراؤ کیا اور ہوائی فائرنگ کی ۲۲ مئی کی شب مفتی غلام قادر کشمیری صاحب کے مدرسہ دارالعلوم محمدیہ کے باہر زبردست ہوائی فائرنگ کی گئی اس کے بعد جامعہ خاتم النبیین کے مہتمم مولانا شمس الحق کو فائرنگ کرکے زخمی کر دیا گیا

قادیانی دہشت گردی کا آغاز ماڈل کالونی میں [illegible] کے اوائل میں ہوا جب کہ ممتاز عالم دین علامہ مفتی غلام قادر کشمیری مدظلہ نے علاقے میں بزم فدائیان ختم نبوت کو منظم کرنا شروع کیا اور عوام کو قادیانی مسئلے کی حقیقت بیان کرنا شروع کی جس کے فوری بعد دارالعلوم محمدیہ میں بعد نماز جمعہ علامہ موصوف پر [illegible]

حملہ ہوا جس میں مفتی صاحب معجزانہ طور پر بچ گئے اس کے بعد صدر کراچی میں مفتی صاحب پر دوبارہ حملہ کیا گیا جس میں یہ بوڑھا عالم دین اپنے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے جرم میں شدید زخمی ہو گیا۔

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے قومی اسمبلی کے قادیانیوں کو قانونی طور پر کافر تسلیم کرنے کے بعد مرزائی امت نے خاموشی اختیار کر لی انہیں دوبارہ کھل کھیلنے کا موقع اس وقت میسر آیا جب کہ کراچی لسانیت کی آگ میں جلنے لگا۔ اور مرزائی جنہیں اعلیٰ سرکاری اہلکاروں کی سرپرستی اور مالی استحکام حاصل تھا انہوں نے اپنے بیرونی آقاؤں کے اشارے پر ان تخریب کار عناصر کو بھرپور سپورٹ کیا کیونکہ امت محمدیہ کی تخریب میں قادیانی امت کی تعمیر پنہاں ہے قادیانیوں نے کراچی میں متحارب دونوں گروہوں کی بھرپور سرپرستی کی اور ان کو اسلحہ اور مالی امداد فراہم کی بلکہ پی پی آئی کے لوتھڑ ونگ اور دہشت گرد گروہوں میں قادیانی نوجوان عملی طور پر شامل رہے وہ قادیانی جو کہ اعلیٰ سرکاری عہدوں پر فائز تھے ان کے گھر اسلحے کو ذخیرہ کرنے کے مرکز بنائے گئے فکری نشستوں کے نام پر ہونے والے اجتماعات میں اسلام سے دوری اور نسل پرستی کے سبق پڑھائے گئے۔

اطلاعات کے مطابق مرزائی امت کے سربراہ مرزا طاہر کے پاکستان سے فرار اور ربوہ کی کڑی نگرانی کے باعث جماعت احمدیہ کے ذمہ داران نے ماڈل کالونی کراچی کو پاکستان میں اپنا مرکز بنانے کا فیصلہ کیا ہے ماڈل کالونی جو کہ کراچی ایئرپورٹ سے متصل ہے اور ملیر چھاؤنی میں واقع ہے ان کی سرگرمیوں کا خصوصی مرکز بنی ہوئی ہے۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ فوج میں قادیانی عنصر دیگر فلکوں کے مقابلے میں بہت زیادہ سرگرم ہے جب کہ فوج میں ان کی تعداد پاکستان میں قادیانیوں کی مجموعی تعداد کی نسبت سے کئی سو گنا زیادہ ہے

ماڈل کالونی میں قادیانی سرگرمیوں کے سدباب کے لیے علاقے کے علماء کرام نے بزم فدائیان ختم نبوت کا دوبارہ احیاء کیا ہے جس کا امیر متفقہ طور پر مفتی غلام قادر کشمیری صاحب کو منتخب کر لیا گیا ہے بزم کے زیر اہتمام مورخہ ۲۸ اگست بروز جمعہ کو کل سندھ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت مولانا شاہ احمد نورانی نے کی جب کہ پروفیسر شاہ فرید الحق مولانا فضل الرحمٰن حافظ حسین احمد لقمان علی پوری اعظم طارق مولانا اللہ وسایا آف ربوہ کے علاوہ دیگر تمام مکاتب فکر کے علماء نے خطاب کیا۔

قادیانیوں کی خلاف اسلام و پاکستان سرگرمیوں کو سمجھنے کے لیے ہمیں سب سے پہلے مسئلہ ختم نبوت اور قادیانیت کی تاریخ کو سمجھنا ہو گا۔

سلسلہ نبوت کا آغاز سیدنا آدم علیہ السلام سے ہوا اور اس کی تکمیل رحمت دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر ہوئی سلسلہ نبوت کا اختتام سید عالم پر کر دیا گیا سرکار ابد قرار کی وفات ظاہری کے بعد امت محمدیہ کا پہلا اجماع اسی مسئلہ پر ہوا کہ آپ کے بعد کوئی شخص اگر دعویٰ نبوت کرے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج اور قابل گردن زدنی ہے چنانچہ مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے خلاف خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر کے عہد خلافت میں فیصلہ کن جنگ لڑی گئی جس میں ہزاروں صحابہ کرام شہید ہوئے جس میں سات سو صحابہ قرآن مجید کے حافظ و قاری تھے۔ آغاز اسلام سے خلافت سیدنا صدیق اکبر تک جتنی جنگیں اور غزوات درپیش آئے ان میں مجموعی طور پر اتنے صحابہ کرام شہید نہیں ہوئے جتنے اس ایک جنگ میں ناموس ختم نبوت پر قربان ہوئے۔ یعنی یوں کہہ لیں کہ پورے اسلام کی خاطر صحابہ کرام کو اتنی جانی قربانی نہ دینا پڑی جتنی کہ ایک مسئلہ ختم نبوت کے لیے صحابہ نے ایثار کیا باوجودیکہ مسیلمہ کذاب نماز روزہ حج اذان کلمہ مسجد و قبلہ کا قائل تھا مگر آنجناب ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت اور اس پر یقین اتنا بڑا جرم تھا کہ اس کو اور اس کے متبعین کو ان کی نیکیاں اور ان چیزوں پر ایمان اسلام کی دی ہوئی سزا سے نہ بچا سکا۔ خلفاء راشدین کے عہد سے لے کر مرزا غلام تک بہت سے دشمنان دین نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا اور سرکار ﷺ کی ایک حدیث کے مطابق میری امت میں تیس کذاب پیدا ہوں گے۔ جو کہ مدعی نبوت ہوں گے۔ مختلف ادوار میں کذاب پیدا ہوئے مگر مسئلہ ختم نبوت پر امت محمدیہ کے اجماع اور یقین کامل نے ان جھوٹے مدعیان نبوت کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ انگریز جب برصغیر میں تجارت کے بہانے داخل ہوا اور پھر اس نے یہاں مکمل طور پر اپنا اقتدار قائم کر لیا تو اس نے محسوس کیا کہ یہاں اس کے لیے سب سے بڑا خطرہ مسلم قوم ہے جس سے اس نے اقتدار چھینا تھا اور یہ قوم محبت رسول اور جذبہ جہاد سے سرشار ہے اس کا علاج انہوں نے اقبال کی زبان میں یوں کیا

یہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد اس کے بدن سے نکال دو
فکر عرب کو دے کر عجم کے تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

انگریز نے اپنے اقتدار کے دوام کے لیے مسلمانوں کے دلوں سے محبت رسول اور جذبہ جہاد ختم کرنے کے لیے ایک خطرناک منصوبہ ترتیب دیا۔ انگریز نے شاطر

عمل کیلئے پانچ باتوں کا انتخاب

ترتیب: نزہت شاق حفصہ پروین

- ۱۔ اے نفس، خدا تعالیٰ کے دیئے ہوئے پر راضی رہ ورنہ کوئی دوسرا مالک تلاش کر لے جو اس سے بھی زیادہ دے۔
- ۲۔ اے نفس، جن باتوں سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے ان سے بچ ورنہ اس کے ملک سے باہر چلا جا
- ۳۔ اے نفس، اگر تو گناہ کرنا چاہتا ہے تو کوئی ایسی جگہ تلاش کر جہاں اللہ تعالیٰ نہ دیکھے ورنہ گناہ مت کر۔
- ۴۔ اے نفس، تو اپنے خدا کی عبادت کرتا رہ ورنہ اس کا دیا ہوا رزق مت کھا۔
- ۵۔ اے نفس، خلق خدا کے ساتھ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آ ورنہ اپنی زبان بند رکھ اور کسی کے ساتھ تعلق نہ رکھ

اس حقیقت سے اچھی طرح واقف تھا کہ علماء دین شریعت بتا سکتے ہیں بنا نہیں سکتے اور ایسی شریعت جو کہ دل کو حب رسول اور جذبہ جہاد سے خالی کر دے اس کے لیے ایک نئے نبی کی ضرورت ہے چنانچہ ان مقاصد کے حصول کیلئے مشرقی پنجاب ضلع گورداسپور کے قصبے قادیان کے ایک جاگیردار مرزا غلام مرتضٰی کے پراگندہ خیال بیٹے مرزا غلام احمد کا انتخاب کیا گیا مرزا کا خاندان کئی نسلوں سے انگریزوں کا وفادار اور نمک خوار تھا جبکہ مرزا فطری طور پر ایک عیار اور فطین شخص تھا حکیم نورالدین بھیروی ملعون کی سرپرستی میں اس نے پہلے ایک مبلغ اور مناظر کا روپ دھارا اور عیسائی پادریوں و آریوں کی سرکوبی کے حوالے سے خوب چندہ خوری کی جب چند عقیدت مند پیدا ہو گئے تو مبلغ دین سے مجدد دین کا سفر با آسانی طے ہو گیا اور انگریزوں سے سرپرستی میں مجددیت سے مہدویت اور مہدی سے مسیح موعود پھر ظلی بروزی نبوت اور پھر مکمل تشریعی نبوت کا سفر با آسانی طے کیا۔ انگریز کی مصلحتوں اور نوازشوں تلے یہ ناسور خوب پھیلا حتیٰ کہ انگریز کے اس خود کاشتہ پودے نے ایک تناور درخت اور مکمل فتنے کی شکل اختیار کر لی۔

علماء حق نے انگریزی استعمار کے پیدا کردہ اس فتنے کا مقابلہ دور اولین سے ہی بڑی جوانمردی و بے جگری سے کیا جنہوں نے ہر قدم پر قادیانی فتنے کی سرکوبی کی تقسیم ہند کے بعد جھوٹی نبوت کا یہ ٹولہ پاکستان میں منتقل ہو گیا اور امت محمدیہ کے ایمان پر شب خون مارنے لگا جس کے رد عمل میں عوام نے ایک عظیم تحریک چلائی جسے تحریک ختم نبوت ۵۳ء کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس تحریک کی قیادت علامہ ابوالحسنات قادری نے فرمائی جس میں مختلف مکاتب فکر کے تمام طبقات کے اکابر موجود تھے یہ تحریک مطالبات کے عنوان سے تو کامیاب نہ ہوئی مگر اس تحریک نے قادیانی عقائد و عزائم کا بھانڈا سر بازار پھوڑ دیا اور قادیانیت تمام قومی و بین الاقوامی میڈیا کے سامنے کھل کر آ گئی شہدائے تحریک ختم نبوت کا مظلوم لہو اس وقت رنگ لایا جب ۷۴ء میں دوسری تحریک ختم نبوت چلی اور پاکستان کی قومی اسمبلی نے ۷ ستمبر ۷۴ء کے تاریخی دن قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ ——— ۱۹۸۴ء میں آئین پاکستان کی معطلی کے بعد قادیانی امت نے پھر اپنے پنجے دراز کرنا شروع کیے جس کے بعد عوامی احتجاج شروع ہوا جس کے تحت مرزائی اسلامی اصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے۔

قادیانی امت ابتداء سے ہی اسلام دشمن سرگرمیوں میں مصروف رہی ہے کیونکہ اس معجون مرکب کی بنیاد انگریز نے امت محمدیہ میں افتراق انتشار کی بنا پر رکھی۔ چنانچہ اس فرقہ ضالہ کے بانی اور سرکردہ لوگ اسلام کے علاوہ ہر مخالف اسلام قوت کے معاون و مددگار بنے۔ بقول علامہ اقبال قادیانی امت کی بنیاد اور نظام دونوں مسلمانوں سے متصادم و متضاد ہیں اور ان کا خمیر یہودیت کی طرف راجع اور اسی سانچے میں ڈھلا ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ اسرائیل جس کا سرکاری مذہب یہودیت ہے اور وہاں یہودیت کے علاوہ ہر مذہب کی تبلیغ قانوناً ممنوع ہے مگر اس کے باوجود تل ابیب میں "قادیانی تبلیغی مشن" موجود ہے اور اسرائیل کے قیام میں اس مشن کی کافی خدمات ہیں۔

۱۔ اس مذہب کے بانی نے انگریزوں کی خوشنودی کی خاطر جہاد کو کالعدم قرار دینے کی کوشش کی

۲۔ تقسیم ہند کے وقت انہوں نے قیام پاکستان کی مخالفت کی اور پھر علیحدہ ریاست کے قیام کے لیے ریڈ کلف مشن کو درخواست دی جس کے نتیجے میں ضلع گورداسپور جو کہ مسلم اکثریتی علاقہ تھا پاکستان میں شامل نہیں ہو سکا اور ہندوستانی افواج کو کشمیر میں داخلے کا راستہ مل گیا۔

۳۔ پاکستان بن جانے کے بعد اس وقت کے قادیانی وزیر خارجہ ظفر اللہ خان نے مسئلہ کشمیر کو جان بوجھ کر خراب کیا

۴۔ ۱۹۷۱ء میں سقوط ڈھاکہ سے قبل اس وقت کے قادیانی ڈپٹی چیئرمین منصوبہ بندی کمیشن ایم ایم احمد کی قیادت میں قادیانی بیورو کریسی نے وہ حالات پیدا کیے جس کے نتیجے میں پاکستان کا مشرقی بازو ہم سے جدا ہو گیا اور پاکستان کی نوے ہزار فوج بھارت کے قیدی بنا لیے گئے۔

اگر قادیانی تعلیمات اور ان کے عقائد و عزائم کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ بات ہمیں بخوبی معلوم ہو جاتی ہے کہ یہ فتنہ کوئی اسلام کا فرقہ نہیں بلکہ ایک مکمل سیاسی تحریک ہے جس کا خمیر انگریز کی غلامی سے اٹھا ہے یہ تحریک غلبہ اسلام کے مقابل غلبہ احمدیت کی تحریک ہے جو کہ مسلمانوں کے دل سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نکال کر اس کو ویران کرنا چاہتی ہے اس مرتد گروہ نے اپنا وزن ہمیشہ امت مسلمہ کے مخالف پلڑے میں ڈالا ہے عقائد و اعمال کے لحاظ سے قادیانی ایک علیحدہ ملت کی حیثیت رکھتے ہیں جن کی عقیدت و محبت کا مرکز خاتم النبیین محمد رسول اللہ کے بجائے مرزا غلام احمد اور اس کی ذریت ہے عام مسلمانوں کو جو کہ مرزا غلام احمد کی نبوت پر ایمان نہیں رکھتے انہیں وہ مسلمان نہیں سمجھتے اور زیادہ سے زیادہ انہیں اہل کتاب کا درجہ دیتے ہیں اور بقول مرزا کے وہ تمام لوگ جو کہ اس کی جھوٹی نبوت پر ایمان نہیں رکھتے وہ زانیہ عورتوں کی اولاد ہیں اور خنزیر سے بدترین، قرآن کے مقابلے میں ان کے پاس مرزا کے نامعقول الہامات کا مجموعہ "تذکرہ" موجود ہے ان دلائل و شواہد کی موجودگی میں ہم سمجھ سکتے ہیں کہ قادیانی فتنے کا وجود اسلام اور پاکستان کے لیے کتنا مضر ہے اور کراچی جیسے بین الاقوامی شہر میں ربوہ ثانی کا تیار کراچی کے لسانی ہنگاموں میں قادیانیوں کا پیش پیش رہنا فوج اور انتظامیہ کے قادیانی افسروں کی سرپرستی میں ماڈل کالونی میں کھلی تبلیغی سرگرمیاں اور ارتداد کی کھلی دعوتیں کس تحیل کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔ قادیانی امت ہمیشہ سے استعماری ایجنٹوں کا کردار ادا کرتی رہی ہے کراچی جو کہ سیاسی اور جغرافیائی لحاظ سے انتہائی اہمیت کا حامل شہر ہے اس میں قادیانی سرگرمیوں کا سدباب نہایت ضروری ہے ہم ان معروضات کا سہارا لیتے ہوئے تمام مسلمانوں اور حکومت کے ذمہ داران سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ماڈل کالونی میں قادیانی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے اور امتناع قادیانیت آرڈیننس ۸۴ء پر سختی سے عمل درآمد کرایا جائے کراچی میں ماضی میں ہونے والے لسانی ہنگاموں

باقی ص ۲۶ پر ملاحظہ فرمائیں

کشمیر کے مجاہدین اپنی آزادی کی تاریخ کو خود اپنے خون سے لکھ رہے ہیں

جہادِ کشمیر اور قادیانی سازشیں

اُمتِ مسلمہ اپنی ذمہ داری پوری کرے

کے بعد خصوصاً جن وفود سے مرزا طاہر نے ملاقاتیں کیں ان میں انتہا پسند سکھ اور مقبوضہ کشمیر کے بعض قادیانی سب شامل تھے ان خفیہ منصوبوں میں مقبوضہ کشمیر میں قادیانی کمانڈوز جو اسرائیل سے تربیت یافتہ ہیں ان کو وہاں سازشوں کے لئے اور مجاہدین کشمیر کے اندر اختلافات پیدا کرنے کے لئے منتخب کیا گیا اور ایسے ہی آزاد کشمیر میں بھی اہم قسم کے تربیت یافتہ قادیانی جو پاکستان اور سابق آزاد کشمیر کے رہنے والے ہیں تیار کیا گیا، اور موجودہ آزاد کشمیر میں انتشار اسی کا نتیجہ ہے۔ اور حکومت ہند کو اس مرزا طاہر نے یہی مشورہ دیا ہے کہ اسرائیل سے کمانڈوز کی خدمات حاصل کی جائے جو مشورہ قبول کر لیا گیا جس کا اعلان بھی حکومت ہند نے کر دیا ہے۔ عجیب منافقت ہے ایک طرف فلسطین کے لیڈر عرفات کو گاندھی ایوارڈ دیا جاتا ہے اور دوسری طرف اسرائیلی کمانڈوز کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ اور گزشتہ دنوں جو دو مغوی جیل کے کناروں سے جو اسرائیلی مجاہدین کشمیر نے اغوا کئے تھے وہ تقریباً سب سیاح نہیں بلکہ قادیانی کمانڈوز تھے۔ اور اس کے علاوہ نامعلوم اس وقت وہ دونوں خطوں مقبوضہ کشمیر اور آزاد کشمیر میں کتنی تعداد میں سازشوں میں ملوث ہیں۔ اور مصروف عمل ہیں۔

ان سنگین حالات میں جب بھارتی قادیانی، اسرائیلی سب متحد ہو کر سازشوں میں مصروف ہیں وہاں ہماری ذمہ داریاں زیادہ ہو گئی ہیں۔ آج پھر وہ کشمیر کے مظلوم مسلمان کسی محمد بن قاسم اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور احراری جانبازوں کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ جنہوں نے ۱۹۳۰ء۔۱۹۳۱ء میں اس نازک ابتدائی وقت میں مجاہدانہ مدد کی تھی۔ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے بھی اس ہزار رضاکار جہاد کشمیر میں روانہ کئے تھے۔ اور خود بھی شریک ہوئے تھے۔ اور تاریخ اس کی گواہ ہے کہ سید یوسف آزاد کشمیر کا سب سے پہلا شہید خدا بخش جیمبرٹ کا احراری رضاکار تھا۔ اس کے علاوہ ان مجاہدین کشمیر کی حمایت میں احرار کی طرف سے احتجاجی کانفرنس کا انعقاد ختم نبوت کے رہنماؤں کی تاریخ کا سنہرا باب ہے اسی طرح ان احراری رہنماؤں کی روحانی اولاد کو اب پھر مجاہدین کشمیر پکار رہے ہیں۔ مجلس احرار کو بھی اپنا سابقہ کردار ادا کرنا چاہئے۔ اور اس وقت سے تو آج کے حالات بدتر ہیں ایسے جہاں قادیانی دوبارہ پھر جہاد کشمیر کے خلاف سرگرم

از: قاری عبدالوحید قاسمی

کوششیں کر رہے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھی اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مجاہدین کشمیر کے لئے پہلے سے کشمیر چل رہا ہے بھارتی۔ قادیانی۔ اسرائیلی ایجنٹ پھر متحد ہو چکے ہیں اور ہم طور سے ہیں آج کشمیر کو مسلمان کسی محمد بن قاسم سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے منتظر براہ ہے اس وقت مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں پر جو ظلم و ستم روا رکھا جا رہا ہے اس نے عالم کے ضمیر کو بھی تڑپا دیا ہے۔ اس میں پاکستان اور آزاد کشمیر کی حکومتوں اور عوام الناس کا کوئی کمال نہیں ہے اور نہ ہی ہماری سفارت کاری نے کوئی تیر مارا ہے۔ کشمیر کے مجاہدین اپنی آزادی کی تاریخ کو خود اپنے خون سے لکھ رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی جانوں کی، عزتوں کی، مالوں کی اولاد کی قربانیاں دے کر اقوام عالم سے اپنا وجود منوا لیا ہے۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے حکومت پاکستان و حکومت آزاد کشمیر نے ۴۵ سال سے اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کی اور آج بھی نہیں کر رہے بلکہ آزادی کی ہر تحریک کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم نے ہمیشہ کشمیریوں کو مایوس کیا ہے۔ جیسے آج مایوس کرنے کی پالیسی دونوں حکومتوں نے اپنائی ہوئی ہے صرف مایوس نہیں حوصلہ شکنی بھی کی ہے۔

لیکن آج اس نازک وقت میں ہمیں اپنی پرانی غلطی کو دہرانا نہیں چاہیئے۔ بلکہ سابقہ غلطیوں کا بھی ازالہ کرنے کا وقت ہے لیکن آج سابقہ کی طرح دشمنوں کی سازشوں کا شکار ہو گئے، جو افسوس ہوتا ہے پھر داستاں نہ ہوگی تمہاری داستانوں میں۔ پھر نہ کشمیری قوم معاف کرے گی اور نہ ہی عند اللہ عذاب الٰہی سے بچ سکو گے۔

کشمیر کے متعلق بانی پاکستان کا فیصلہ دو ٹوک تھا کہ اس مسئلے کا حل زور بازو سے ہی ممکن ہے دوسرے لفظوں میں اس کا اصل اور مستقل حل صرف اور صرف جہاد فی سبیل اللہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ بانی پاکستان ۱۹۴۸ء کی جنگ میں گہری دلچسپی لے رہے تھے لیکن قادیانیوں کی اور ہماری عاقبت نااندیش قیادت نے جو تاثر کر دیا۔ ہم نے ان غداروں کی وجہ سے جیتی ہوئی جنگ ہاری اور آج جب پھر جہاد کشمیر ایک نازک موڑ میں پہنچ چکا ہے اور پھر پرانے شکاری بھارتی، قادیانی اور اسرائیلی نئے جال لے کر متحد ہو کر میدان میں آگئے ہیں یہ کوئی خیالی نہیں ہے حقیقت ہے۔ قادیانی مسئلہ کشمیر کے مجرم اعظم ہیں آزاد کشمیر میں انتشار ان کی منصوبہ بندی کا حصہ ہے اور جب مجاہدین کشمیر کی کامیابیاں ان کو نظر آنی شروع ہوئی تو بھارت نے پھر پرانے شکاری یعنی قادیانیوں کو قادیان میں دوبارہ سازش کرنے کے لئے انٹرنیشنل قادیانی کانفرنس کے نام سے جمع کیا اور اس جلسہ میں اور اس آزاد کشمیر کا انقلابی دورہ کرے کانفرنس میں کرے اور پاکستان کی حکومت بحران کے سیاسی لیڈروں پھر دباؤ ڈالے اور مجاہدین کشمیر کے لئے جانی مالی تعاون کر کے اپنے اسلاف کی ارواح کو سکون پہنچائیں اور قادیانیوں کی سازشوں کو ناکام بنائیں کشمیری مجاہدین خون کے دریا عبور کر کے یہاں آ کر رہتے ہیں۔ اور ہم یہاں آزاد کشمیر اور پاکستان میں اقتدار کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ اور عالم اسلام خاموش ہے کیوں؟

باقی ص ۲۶ پر ملاحظہ فرمائیں

قومی شناختی کارڈ ـــ مذہب کے خانہ کا اضافہ

عیسائی اقلیت کے مخالفانہ پروپیگنڈے اور احتجاج پر ایک نظر

کمپیوٹر سسٹم کے تحت بننے والے قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اندراج کا اصولی اور آئینی مطالبہ تسلیم کیے جانے کے بعد حقوق انسان کی بعض نام نہاد انجمنوں اور بالخصوص مسیحی اقلیت کے رہنماؤں نے مخالفانہ مہم تیز کر دی ہے انہوں نے حالیہ فیصلہ کے خلاف حسب ذیل خدشات کا اظہار کیا ہے۔

- مذہب کے خانہ کے اندراج سے ملکی سلامتی اور یکجہتی کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔
- حالیہ فیصلہ آئین اور قانون کے منافی ہے اور اقلیتوں کا گلا گھونٹنے کے مترادف ہے۔
- مذہب کا خانہ اقلیتوں کے لیے امتیازی سلوک کا باعث بنے گا۔
- یہ اقدام قائداعظم کی تعلیمات سے متصادم ہے قائداعظم نے کہا تھا کہ پاکستان میں سب پاکستانی بن کر رہیں گے۔
- اگر حکومت نے اپنا فیصلہ جلد واپس نہ لیا تو مسیحی عوام نہ صرف بھوک ہڑتال کریں گے بلکہ پرامن لانگ مارچ کرنے پر مجبور ہوں گے۔

۱۴ اکتوبر ۹۲ء بروز بدھ حکومت نے آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے مطالبہ کو تسلیم کرتے ہوئے کمپیوٹر سسٹم کے تحت مذہب کے خانہ کو بڑھانے کا اعلان کیا۔ وزارت مذہبی امور اور وزارت داخلہ نے ایک مشترکہ اجلاس میں اعلان کیا کہ یہ فیصلہ صوبائی حکومتوں مذہبی امور کی وزارت اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق کیا گیا ہے ان سفارشات کے مطابق پاکستان کے آئین میں ایک مسلمان کی جو تعریف کی گئی ہے اس کے مطابق قومی شناختی کارڈ میں ایک ایسے خانے کی ضرورت تھی جس میں درخواست دہندہ اپنے مذہب کا اعلان کر سکے کہ آیا وہ مسلمان عیسائی، قادیانی ہندو، پارسی، سکھ، بدھ یا کسی دوسرے مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔

مسیحی اقلیت کے رہنماؤں نے قومی شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ بڑھائے جانے کے فیصلے پر بلاجواز پروپیگنڈہ مہم شروع کر رکھی ہے وہ

از صاحبزادہ طارق محمود فیصل آباد

ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ اب تک اخبارات کے ذریعے مسیحی رہنماؤں کی طرف سے پیش کیا جانے والا موقف غیر واضح کمزور اور غیر متوازی نظر آتا ہے۔ مسیحی برادری ہمارے ملک کی سب سے بڑی اقلیت ہے جسے مذہبی رسومات اور اپنے مذہبی تہوار منانے کی مکمل آزادی حاصل ہے قادیانیوں کے سوا باقی تمام اقلیتیں عیسائی ہندو، پارسی، سکھ بشمول تمام امن پسند اقلیتیں ہیں یہ اقلیتیں پاکستان کے آئین و قانون کا احترام کرتی ہیں قادیانیوں کو جب سے غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ تب سے انہوں نے اس فیصلہ کو تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے اور ظاہر کرنے پر مصر ہیں سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات میں قادیانیوں کا داخلہ ممنوع ہے لیکن اس کے باوجود ان کے بارے میں یہ شکایات عام ہیں کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے حرمین شریفین میں داخل ہو جاتے ہیں۔ قادیانیوں کی یہ غیر قانونی حرکات سفارتی طور پر ہمارے لیے بدنامی اور رسوائی کا باعث بنتی رہی ہیں۔ مسیحی اور دیگر اقلیتوں کے افراد اپنے نام غیر مسلموں کی انتخابی لسٹ میں درج کراتے ہیں۔ جبکہ قادیانی اقلیت نے نہ صرف اپنے نام درج کرنے سے انکار کیا بلکہ اقلیتی نشستوں پر انتخابات کا بائیکاٹ کر کے حصہ لینے والے قادیانیوں کو بھی اپنی جماعت سے خارج کر دیا اس ضمن میں قادیانی جماعت کی طرف سے اخبارات میں دیئے گئے اشتہارات ان کی آئین اور قانون شکن کردار کی غمازی کرتے ہیں۔

قادیانی اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت بھی تسلیم نہیں کرتے لیکن بطور اقلیت اپنے حقوق اور مفادات کے حصول میں بھی پیچھے نہیں رہتے۔ جہاں تک مسیحی اقلیت کے رہنماؤں کے پروپیگنڈے کا تعلق ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ ایک منظم سازش ہے اور اس کے پس پردہ قادیانی کارفرما ہیں۔ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے سے قادیانی اقلیت یقیناً متاثر ہوئی ہے لیکن حیران کن بات یہ ہے

کو متاثر ہونے والی اقلیت کی طرف سے احتجاج کا ایک لفظ بھی نہیں آیا۔ جب کہ اس فیصلے سے قطعی طور پر متاثر نہ ہونے والی مسیحی اقلیت کے رہنماؤں نے آسمان سر پر اٹھا لیا ہے جہاں تک مسیحی اقلیت کے رہنماؤں کے نقطہ نظر کا تعلق ہے وہ دلائل و براہین کے برعکس صرف شور وغوغا پر مبنی ہے نیشنل کرسچن لیگ لاہور کے رہنما مبارک باد کے مستحق ہیں جنہوں نے قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کو خوش آئند قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے مردم شماری میں بڑی مدد ملے گی ان کا دعویٰ ہے کہ مسیحی ملک کی سب سے بڑی اقلیت ہیں جن کی آج تک مردم شماری نہیں ہو سکی۔ مسیحی اقلیت کے رہنماؤں اور حقوق انسانی کے بعض نام نہاد انجمنوں نے قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کئے جانے کے فیصلے پر جن خدشات وخطرات کا اظہار کیا ہے ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ مسیحی رہنماؤں کو علم ہونا چاہیے کہ مذہب کے خانے کی بنیاد سب سے پہلے قائداعظم نے رکھی تھی پاکستان دو قومی نظریے کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا تھا ورنہ ہندو اور مسلمان صدیوں سے ایک ہی خطے میں آباد تھے اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دنیا کے نقشہ پر ابھرنے والی دو ریاستیں نظریاتی ہیں ایک پاکستان دوسرا اسرائیل۔ پاکستان خالصتاً ایک نظریاتی ملک ہے جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا قیام پاکستان کے بعد پہلی قانون ساز اسمبلی میں پاکستان کا قومی پرچم پیش کیا گیا۔ یہ پرچم دو رنگوں پر مشتمل ہے سبز رنگ مسلمانوں کے لیے جب کہ سفید رنگ اقلیتوں کے لیے مخصوص کیا گیا ہمارا قومی پرچم ہمارے ملک اور قوم کی پہچان اور شناخت کی حیثیت رکھتا ہے اقلیتوں کے کسی رہنما نے آج تک کبھی اعتراض نہیں کیا کہ قومی پرچم میں اقلیتوں کے لیے سفید رنگ کیوں مخصوص کیا گیا ہے۔ قومی پرچم اس نظریے کا ترجمان ہے جس کی بنیاد پر پاکستان قائم ہوا تھا ہمارا قومی پرچم مسلم اور غیر مسلم کے فرق کو واضح کرتا ہے۔ یہ بلاشبہ مذہب کے پہلے خانے کی تجدید ہے قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے سے چڑنے والے یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ قومی پاسپورٹ کے مجوزہ فارم اور قومی پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ درج ہے اگر قومی پرچم اور قومی پاسپورٹ جو مسلم اور غیر مسلم کا فرق واضح کرتے ہیں ان کی موجودگی میں ملکی سلامتی اور یکجہتی کو کبھی خطرہ لاحق نہیں ہوا۔ تو یقیناً قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج سے ملک کی سلامتی کو کچھ نہیں ہوگا ان شاء اللہ، شناختی کارڈ کے فارم میں مذہب کا خانہ موجود ہے۔ جس کی بنیاد پر شناختی کارڈ میں بھی مذہب کا خانہ اصولی طور پر درج ہونا چاہیے تھا بالکل اسی طرح جیسے پاسپورٹ فارم میں مذہب کے خانے کی بنیاد پر قومی پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ رکھا گیا ہے قومی شناختی کارڈوں میں مذہب کے خانہ کا اندراج آئینی تقاضا اور وقت کی ضرورت کے پیش نظر انتہائی ضروری تھا۔

پاکستان میں تمام اقلیتوں کے افراد پاکستان کے شہری ہونے کی حیثیت سے پاکستانی ہیں۔ انہیں بحیثیت اقلیت جو حقوق حاصل ہیں شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج سے وہ نہ تو معطل ہو سکتے ہیں اور نہ ہی ان میں کمی آ سکتی ہے مسیحی رہنما اپنا مذہب ظاہر کرنے میں مخالفت برائے مخالفت پر اتر آئے ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مسیحی رہنماؤں کو اپنے مذہب کی حقانیت اور سچائی پر یقین نہیں اگر ان کے نزدیک ان کا مذہب سچا ہے تو پھر وہ اپنے مذہب کو کیونکر چھپانا چاہتے ہیں اور مذہب کے اظہار میں میں کیوں احساس کمتری کا شکار ہیں۔

بھارت میں مسلمان اقلیت کے طور پر انتہائی بے بسی بے کسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ اپنا مذہب "اسلام" ظاہر کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں مسیحی رہنماؤں کی طرف سے حالیہ فیصلہ کے خلاف مخالفت کا طوفان برپا کرنے سے یوں لگتا ہے کہ بطور اقلیت مسیحی آئینی طور پر ملے ہوئے حقوق سے تجاوز کر رہے ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ مذہب کے اندراج سے وہ صرف ان حقیقی حقوق تک محدود ہو کر رہ جائیں جو آئینی طور پر متعین کیے گئے ہیں قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے اضافے کا فیصلہ قائداعظم کی تعلیمات اور فرمودات کے قطعی منافی نہیں قائداعظم نے اگر تمام اقلیتوں کو پاکستانی قرار دیا تھا تو بلاشبہ ہم بھی انہیں پاکستانی ہی سمجھتے ہیں۔

مسیحی رہنماؤں کے بیانات اور شور و غل اور بے وزن باتوں سے محسوس ہوتا ہے کہ مسیحی رہنماؤں کی زبان میں قادیانی جماعت بول رہی ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ قادیانی خود چپ ہیں ہم مسیحی رہنماؤں سے استدعا کریں گے کہ وہ اپنی روش پہ غور کریں اور قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اندراج کی مخالفت ترک کر دیں اس کے اضافہ سے کوئی قیامت نہیں آئے گی۔ رہا مسئلہ ان کی طرف سے ملک گیر ہڑتال اور تحریک چلانے کا۔

ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ ایسی دھمکیوں سے گریز کریں اگر وہ ایسا اقدام اٹھائیں گے تو یقیناً انہیں یہ سودا مہنگا پڑے گا پاکستانی مسلمان انتہائی رواداری کے ساتھ ان کی شرلیوں کو برداشت کیے ہوئے ہیں بہتر یہی ہو گا کہ وہ اپنے تعین شدہ حقوق پر قناعت کریں اور بطور پاکستانی کے وہ اکثریت کی رائے کا احترام کریں ان کی عزت کریں اور اپنی عزت کروائیں۔

دین کیا ہے اور کیا نہیں

ابوراغب عبدالرزاق نصرت علی شفیقین

- دین تمام دنیا پر غلبہ اسلام کا نام ہے
- فروعات پر لڑائی جھگڑے کا نام نہیں دین عالم اسلام کے اتحاد کا نام ہے

دین مختلف گروہوں اور جماعتوں میں بٹ جانے کا نام نہیں۔

دین تمام دنیا میں یک جہتی اور ہم آہنگی اور ایک امیر کے تحت کافروں سے لڑنے کا نام ہے

دین تمام دنیا کو امن و سلامتی کا پیغام دینے آیا ہے

دین محض تسبیح پھیرنے وظائف پڑھنے اور کافروں سے دبک کر گھروں میں بیٹھنے کا نام نہیں

دین تمام دنیا پر خدا کی حکومت سطوت اور شوکت قائم کرنے کا نام ہے

دین یہودیوں، مشرکوں اور کافروں کے آگے سر جھکانے کا نام نہیں۔

دین سمجھنے میں آسان اور عمل کرنے میں سہل ہے

دین حصول مقصد کے لیے سخت جدوجہد کا نام ہے۔

دین بزدلی، آرام طلبی اور سہل انگاری کا نام نہیں۔

دین حضرت آدم علیہ السلام سے حضور ﷺ تک غلبے کا نام ہے

بقیہ: جہاد کشمیر

یہی وجہ ہے کہ گزشتہ ۴۴ سال تک مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں نے انتظار کیا۔ عالم اسلام اقوام متحدہ اور پاکستان کشمیر کے مسلمان حکومتیں ہمیں آزادی دے کر دیں گی۔ لیکن اتنے طویل انتظار کے بعد جب ان کا خواب پورا نہ ہوا تو انہوں نے آخر مجبور ہو کر جہاد کا راستہ اختیار کر لیا جو ان کی آزادی کا ضامن ہے۔ آج مقبوضہ کشمیر کے مجاہدین جس جذبہ جہاد و شوق شہادت سے قربانیاں دے رہے ہیں۔ اور لڑ رہے ہیں۔ وہ خدا کے بھروسے اور خود اعتمادی پر جہاد میں مصروف ہیں اس وقت ان کو امریکی اسلحہ کی امداد حاصل نہیں ہے۔ اور نہ ہی کسی اور ملک سے اسلحہ مل رہا ہے۔ وہ اسلحہ بھارتی فوج سے اختر چھین کر ان کا استعمال کرتے ہیں۔ اور نہ ہی پاکستان و آزاد کشمیر کی حکومتیں ان کا تعاون کر رہی ہیں۔ سوائے زبانی اخباری جلسے جلوسوں تک۔ ان کی قربانیوں کی وجہ سے ان شاءاللہ آزادی کی منزل قریب ہے لیکن اس قریب منزل کو دیکھ کر بھارتی، قادیانی، اسرائیلی متحد ہو گئے مگر یہ ۱۹۴۸ء نہیں ہے۔ ۱۹۹۲ء قادیانی، بھارتی، اسرائیلی اب مجاہدین کے وار سے بچ نہیں سکتے۔ اور نہ ہی ان کا کیمپ بچ سکتے ہیں۔

بقیہ: ماڈل کالونی ربوہ ثانی

میں قادیانیوں کے کردار کے بارے میں خصوصیت کے ساتھ تفتیش کی جائے۔

دوسرے ممالک میں قائم پاکستانی سفارت خانوں میں متعین افسران کے عقائد کی جانچ پڑتال کی جائے کہ ان میں مرزائیوں کی تعداد کتنی ہے اور کتنے مرزائیوں کے سرپرست و معاون ہیں یہ لوگ پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ کر رہے ہیں اور پاکستانی مسائل و مسئلہ کشمیر کو عمداً خراب ہیں

بقیہ: ننکانہ سے صدیق آباد تک

فارغ ہو کر دوبارہ سفر کا آغاز ہوا۔ گاڑی یلغار کرتی ہوئی سوئے منزل رواں تھی فیصل آباد سے آگے نکلے تو گاڑی تیل لینے کے لیے ایک پٹرول پمپ پر ٹھہر گئی ساتھ ہی ایک مسجد تھی نماز عشاء کا وقت ہو چکا تھا۔ میر کارواں کے حکم سے تمام ساتھی حضور خداوندی میں حاضر ہو گئے۔ اس کیفی نماز کے بعد مجاہدین ختم نبوت کے فلک شگاف نعرے کاروانِ ستارگاں کے لیے صدائے جرس کا کام دینے لگے رات نو بجے کے قریب ہم دریائے چناب کو عبور کر کے اس سرزمین میں داخل ہو رہے تھے جسے ظفر اللہ قادیانی نے اپنی وزارت خارجہ کے زمانہ میں آنے کنال کے حساب سے مرزائیوں کے نام منتقل کروایا تھا۔ جہاں کسی مسلمان کو دم مارنے کی مجال نہ تھی۔ یہ مقام بلا شرکت غیرے قادیانی سٹیٹ سمجھا جاتا تھا۔ آج غلامان تاجدار ختم نبوت اپنی کامیابیوں کی گیارھویں سالگرہ منانے ملک کے کونے کونے سے واردِ صدیق آباد ہو رہے تھے۔

ہماری بس مسجد کے سامنے رکی تو ایک بار پھر فضا توحید و رسالت کے نعروں سے گونج اٹھی۔ ہمارا قافلہ واردانِ صدیق آباد کے ہجوم میں یوں داخل ہو رہا تھا جیسے دریائے متلاطم کی بیقرار لہریں موجیں مارتے ہوئے سمندر سے آملی ہوں مسیلمہ پنجاب کے جانشینوں نے ارض پاک کے اس حصہ میں ارتداد کی جو بنیاد رکھی تھی آج مجاہدین ختم نبوت اسے جڑوں سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے اپنی مساعی مسلسل کا اظہار فرما رہے تھے۔ علماء کرام کے ساتھ ہمارے طلبہ بھی شانہ بشانہ شامل تھے تقاریر اور قرار دادوں کا سلسلہ رات بھر جاری رہا۔ بعد از نماز فجر ہمارے بچے اور نوجوان حسب دستور سابق اپنے مورچے میں جم گئے۔ ختم نبوت کے ایمان افروز لٹریچر کی تقسیم کے لیے سٹال لگایا۔ اہل ننکانہ کی طرف سے مسیلمہ پنجاب کی مذمت میں ایک عجیب اور انوکھا پروگرام پیش کرنے کی روایت چلی آرہی ہے لہٰذا ہمارے نوجوانوں سے مسلسل استفسار ہوتا رہا کہ اس دفعہ کیا پروگرام ہے چنانچہ صبح نو بجے کے قریب خالد متین صاحب نے سٹال کے مائیک سے اعلان کیا کہ ہم اہالیان ننکانہ معذرت چاہتے ہیں کہ اس دفعہ طاہر محمود بھگوڑے کو گرفتار کر کے لانے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ ان شاءاللہ آئندہ سال ہر قیمت پر اسے گرفتار کر کے لائیں گے اور آپ کے سامنے کھلی عدالت میں مقدمے کی سماعت ہوگی اور اسے قرار واقعی سزا دے کر واصل جہنم کیا جائیگا نماز عصر تک کانفرنس کے جلسہ کی کارروائی مسلسل جاری رہی صلوٰۃ العصر کے بعد دعا کے ساتھ جلسے کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی اور مجاہدین ختم نبوت کے قافلے ایک تازہ ولولے اور عزم صمیم کے ساتھ پلٹنے لگے تاکہ ملک کے چپے چپے میں پھیل کر اشاعت دین اسلام کے فریضہ کو ادا کرنے میں ساعی ہوں

بقیہ: پریس کانفرنس

اخبارات کوئی ایک صفحہ اپنے جنم دن سے لے کر آج تک کی تاریخ میں پیش نہیں کر سکتے۔

جب کہ تیسری شق (ملک میں موجود جماعتوں کو ان

بقایاجات

کے قد اور مقام کے مطابق کوریج دینا) کا بھی یہی حال ہے ریڈیو اور ٹی وی صرف حکومتی پارٹی کو جگہ دیتے ہیں جب کہ اخبارات اسے جگہ دیتے ہیں جو انہیں موٹی رقم مہیا کرے یا جو اخبار کے مالک کی کنپٹی پر ریوالور رکھ دے۔

قارئین یہ ہیں حقائق فیصلہ آپ کریں کیا ہمارا میڈیا کسی قسم کی رعایت کا مستحق ہے؟۔

بقیہ : اصلاح امت

(۳) سانس لیتے وقت برتن کو منہ سے دور کرلے برتن میں سانس نہ لے۔

(بخاری مسلم)

آپ مدہوش تکان ہونے کے بعد کھانا یا پھل اور جماع یا غسل کے بعد پانی پینے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے (زاد المعاد)

پانی پینے کے شروع میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ پڑھتے۔ (احیاء العلوم)

بعض علماء پانی پینے کے بعد اس دعا کے پڑھنے کو بھی فرماتے ہیں الحمد للہ الذی جعلہ عذباً فراتاً برحمتہ ولم یجعلہ ملحاً اجاجاً بذنوبنا۔ (احیاء العلوم)

ترجمہ :۔ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے پانی کو میٹھا بنایا اور پیاس بجھانے والا اپنی رحمت سے اس کو ہمارے گناہوں کے باعث کھارا اور کڑوا نہیں بنایا۔

بقیہ : بوضیاف کا قتل

کو بلایا گیا جو تیس سال سے جلاوطن تھے۔ اور یہ جلاوطنی بھی فوجی حکمرانوں سے اختلاف کا نتیجہ تھی۔

بوضیاف کو صدارت سونپی گئی۔ لیکن ان کا وجود بھی گوارا نہیں کیا گیا۔ اس وقت الجزائر میں فوجی جنرل تنہا ہیں کوئی بھی سیاسی عنصر ان کا ساتھ دینے پر تیار نہیں۔ اور جمہوریت کے نام لیوا مغرب کو جمہوریت کی نہیں، پٹرول کی پائپ لائنوں کی فکر ہے کہ ان کی حفاظت کے لئے خصوصی انتظامات پر زور دیا گیا ہے تاکہ پائپ لائنیں دہشت گردوں کا نشانہ نہ بن سکیں۔ جو دہشت گردی ہو رہی ہے اس کی ذمہ دار بھی حکومت ہے۔ کیونکہ اس نے پارٹی کی اعتدال پسند جمہوریت پسند قیادت کو جیلوں میں ڈال دیا ہے۔

اس سے انتہا پسندوں اور تشدد پسندوں کو بھی فائدہ پہنچا ہے۔ فوجی حکومت بھی یہی چاہتی ہے کہ تشدد کی سیاست کو ہوا ملے۔ تاکہ وہ بھی تشدد جاری رکھ سکے۔ لیکن الجزائر جو عالم اسلام کا ایک قابل فخر ملک ہے اس کا مفاد تشدد کی سیاست میں نہیں ہے اور اسلامی نجات پارٹی نے نئے الیکشن کی پیشکش کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ سیاسی و آئینی مسائل کا جمہوری و سیاسی تصفیہ چاہتی ہے جب کہ فوجی جنرل اس میں سدراہ بن گئے ہیں۔ لیکن ان کے ظلم کی ناؤ اب مزید نہیں تیر سکے گی۔

لہٰذا الجزائر کے فوجی جنرلوں کے لئے اب واحد راستہ یہی رہ گیا ہے کہ دوبارہ الیکشن کے چیلنج کو منظور کریں اور سیاسی عمل کو جاری کریں۔

بقیہ : مولانا عبد الرحمٰن

(مشکوٰۃ باب نزول مسیح بن مریم بحوالہ ابن جوزیؒ)

چنانچہ مرزا صاحب بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اور اس کے معنی کو اگر ظاہر پر ہی حمل کریں تو ممکن ہے کہ کوئی مثیل مسیح ایسا بھی ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔

(ازالہ اوہام ص ۴۷۰)

(۲) مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ :۔

یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ (ازالہ اوہام ص ۴۷۵)

(۳) ایک جگہ یہ لکھا کہ

مسیح کی قبر بلاد شام میں ہے اور پھر اس پر ایک عرب کی شہادت بھی نقل کی دیکھیے۔

(روحانی خزائن ص ۲۹۶ ج ۸)

ناظرین کرام دیانتداری سے فرمائیے کہ اگر مرزا صاحب کا تہ دل سے یہ عقیدہ ہوتا کہ مسیح کا رفع جسمانی نہیں ہوا بلکہ وہ تو کشمیر میں طبعی طور پر فوت ہو کر سرینگر کے محلہ خانیار میں مدفون ہیں تو پھر یہ دوسری باتیں کیوں لکھتے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ جحدوبھا واستیقنتھا

فالمقصود والا معاملہ ہے کہ صرف انگریز کی ٹاؤٹی کے لئے یہ سارے چکر چلائے جا رہے ہیں دل میں یقین نہیں فھو المراد اللہ تعالیٰ سب کو حق سمجھنے اور اسے اپنانے کی توفیق عنایت فرمادے۔ آمین

بقیہ : دارالعلوم دیوبند

آراضی خرید کر اس میں ایک جامع مسجد زیر تعمیر ہے جس میں سات ہزار لوگ نماز ادا کر سکیں گے۔ اس کی پہلی منزل تیار ہو گئی ہے اور دوسری منزل بھی تقریباً مکمل ہے اب اس کی دیواروں اور فرش مخصوص سنگ مرمر سے مزین کیا جا رہا ہے۔ دارالتربیت کی شاندار عمارت مکمل بن گئی جدید افریقی منزل کی دو منزلیں تعمیر ہو چکی ہیں۔ اعظمی منزل کے نام سے دارالاقامہ کے دس کمرے تعمیر ہو گئے ہیں۔ اور دس کمروں کی تعمیر کا کام باقی ہے۔ مدرسین حضرات کے مکانات کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ دارالاقامہ میں اچھی خاصی توسیع کی جا چکی ہے۔ مذکورہ ترقیات کا اجمالی خاکہ گذشتہ دس سال کا ہے۔

غرضیکہ دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے معزز ممبران اور اس کے جواں ہمت مہتمم تعلیمی معیار کی بلندی اور اس کی ترقی کے لئے ہمہ وقت سرگرم عمل ہیں اب بھی کروڑوں روپیہ کی لاگت کے اس کے ترقیاتی منصوبے زیر غور ہیں۔ ایک اہم بات اور ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ دارالعلوم کسی بھی حکومت کی کوئی مالی امداد قبول نہیں کرتا ہے بلکہ عامۃ المسلمین سے وہ تعاون حاصل کرتا ہے۔

اس لئے یہ ملت اسلامیہ کی ذمہ داری ہے کہ علم و عرفان کے اس عظیم مرکز کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے میں پوری فراخدلی اور حوصلہ مندی کے ساتھ حصہ لیں۔

میری ناظرین کرام سے خاص طور سے اپیل ہے کہ دیوبند جا کر دارالعلوم کی تعلیمی سرگرمیوں اور اس کی ترقیات کا ایک بار ضرور مشاہدہ کریں اور بھرپور تعاون دے کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کریں۔

ہر قسم کے رابطہ کے لئے حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم دارالعلوم دیوبند سہارنپور سے رجوع فرمایا جائے۔

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

A QUESTION TO ALL MUSLIM BRETHREN

Do you want:	Your money should be spent on making Muslims into Apostates?
Certainly your answer will be:	No.
But you are!	Unintentionally, unknowingly.
How:	In this way that some of you transact business with Qadianis. You purchase and use their products. You deal with them commercially and don't realise the harm you are doing to Islam.
Do you know:	A large part of the profit, accruing to Qadianis from your deals is deposited by them in their apostatic Centre at Rabwah.
What work this Centre does:	It makes unwary Muslims into Kafirs and Apostates.
Alas:	Your money is used against your very Deen and you are unaware.
Realise:	You are contributing towards apostacising Muslims because you buy, sell, and use the products manufactured by Qadianis.

Mark:

It's your money that is spent on Qadiani apostatic activities.

It's your money that is letting Qadianis print their literature.

It's your money that is abetting publication of Qadianis' distorted translations of Quran.

It's your money that is supporting Qadiani Rabwah Centre.

It's your money that is helping Qadiani preachers to preach Kufr in the world.

It's your money which is spent by Qadianis in spread of their heresy.

Q'SAVIOURS OF DEEN-E-ISLAM

Rally round the banner of your Prophet Muhammad Rasool Allah Sallal-Lah-o-Alaihe-Wa-Sallam.

Boycott all Qadiani products; don't deal in them, don't buy them, don't use them.

Cut them out at social, commercial, economic levels.

Don't attend their functions, marriages, funerals etc.

Be hostile, you, your friends and your relatives towards these enemies of your Deen for sake of Allah.

See through the fraud of these self-styled "Ahmadis".

Identify them as Kafirs, Apostates and Dualist-infidels.